Love trai Angle by umme maryam

by kcs

www.paksociety.com

مکمل ناول

اُمِ مریم

لوٹرائی اینگل

سارا قصور انابیہ کا ہے۔ جب یہ کہہ رہی تھیں مجھے گاؤں گھمالاؤ تو لے جانا چاہیے تھا نا۔ میں اتنا بھی خونخوار نہیں ہوں کہ میری وجہ سے جانے سے انکار کرتی رہی۔ غصے میں آ کر اکیلی نکل گئی تھیں اور راستہ بھٹک گئیں۔ صد شکر میں اسی سمت نکلا ہوا تھا تو......

''آخر اس میں حرج ہی کیا ہے مام!'' اس نے جھنجلا کر چھری کانٹے کی مدد سے چکن لیگ کو بھنبھوڑا۔ گویا مما پر آیا غصہ اُس پر اُتارا تھا۔ ٹشو کی مدد سے اس نے لبوں کے کونوں کو مدھم سا دبا کر ٹشو کو واپس پلیٹ میں پٹخ دیا۔ وہ صرف طرحدار نہیں تھی۔ بہت اعلیٰ ذوق کی مالک اور کسی حد تک مغرور اور خود پسند بھی تھی۔ وہ خوبصورت تھی بلکہ بے حد خوبصورت تھی جبھی اہمیت و خاصیت کے ساتھ ہر جگہ توصیف، ستائش سے بھی نوازی جاتی۔ یہ اس کا ذاتی خیال تھا کہ اس کی خوبصورتی کا حق تھا تعریف وصول کرنا۔ وہ مغرور اور بے نیاز تھی جبھی اپنے آگے کسی کو کم ہی کچھ گردانتی تھی۔ وہ تو انابیہ شاہ ہی تھی جو اس کے عشق جنوں خیز میں مبتلا ہوگئی تھی اور کچھ اس طرح اس کے عشق میں ڈوبی تھی کہ اس کی تھوڑی سی ہی سہی مگر کچھ نہ کچھ دیوانگی اس کے اندر بھی منتقل ہوگئی تھی۔ جس پر انابیہ بلاشبہ خوشی سے پھولے نہ سماتی تھی اور اس کا کہنا تھا یہ سراسر اس کی دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔

ان کی دوستی کا آغاز کالج سے ہوا تھا۔ دو سال ان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ کی طرح گزر گئے تھے۔ انابیہ شاہ کا تعلق پنجاب کے جاگیردار گھرانے سے تھا جبھی وہ روایتی رسموں و رواج کی زنجیروں سے جکڑی ہوئی تھی۔ اس کے برعکس حرمت یعنی حریم فاطمہ کے والد لاہور کے مشہور صنعت کار تھے۔ وہ صرف دو ہی بہن بھائی تھے۔ آفاق تعلیم کے سلسلے میں ملک سے باہر تھا۔ گریجویشن کے بعد ہائر اسٹڈی کے لیے ڈیڈ حرم کو بھی ملک سے باہر بھیجنے کے خواہش مند تھے مگر اس موقع پہ آ کر جس کا صرف ڈیڈ کو ہی نہیں مام کو بھی انتظار تھا وہ انوکھی ضد لگا کر بیٹھ گئی تھی۔ ہاسٹل میں انابیہ کے ساتھ رہ کر پڑھنے کی ضد...... جو کم از کم مام کو تو بالکل پسند نہیں آ سکی تھی۔

اک عام سی لڑکی (انابیہ شاہ) کے لیے اپنی بیٹی کا یوں دیوانہ ہو جانا انہیں ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ جبھی اعتراضات کے ساتھ ایک بحث چھڑ گئی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

paksociety.com

Downloaded From
paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

تھی۔

''حرج کیوں نہیں ہے۔ یہ ہمارا اسٹینڈرڈ نہیں ہے حرم کسی بھی لحاظ سے..... ہمارے خواب تمہارے متعلق، بہت اونچے ہیں تمہارے متعلق..... اپنا برائٹ فیوچر چھوڑ کر اک معمولی لڑکی کی خاطر یہاں ہاسٹل میں سڑنا حماقت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟''

انار کے جوس کا سپ لے کر مما نے اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ کر ڈانٹنے کے انداز میں کہا تو حرم کی پیشانی پر بل پڑنے لگے تھے۔

وہ معمولی لڑکی آپ کی بیٹی کی بیسٹ فرینڈ ہے مام! اس کے خاص ہونے کا سب سے اہم پوائنٹ ہی یہی ہے۔ اور ڈیڈ میں فی الحال صرف ہاسٹل جاؤں گی۔ بعد میں اگر موڈ بنا تو یو کے بھی چلی جاؤں گی۔'' اس نے اپنے مخصوص فیصلہ کن، دوٹوک اور قطعیت سے بھرپور انداز میں کہا تھا اور کرسی گھسیٹ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ ہمیشہ سے ایسی ہی تھی۔ اپنی ذات کو فوقیت اور اہمیت دینے والی، اس کے نزدیک اپنی خوشی، اپنی ذات اور اپنے فیصلے بہت خاص تھے۔ وہ جا چکی تو مام کی طیش بھری نظریں جن میں واضح بے بسی تھی۔ ڈیڈ کی طرف دیکھ کر رہ گئیں۔ گویا اُن سے بیٹی کے رویے کی شکایت کر رہی ہوں۔ ڈیڈ جواب میں کچھ کہنے کے بجائے محض کاندھے اُچکا سکے۔

☆.....☆.....☆

''آج ہم کالج سے واپسی پر مارکیٹ چلیں گے۔'' کلاس بنک کر کے وہ دونوں اس وقت کینٹن میں تھیں۔ حرم کے ہاتھ میں چیز برگر تھا ساتھ میں پیپسی کا ٹن پیک..... انابیہ بھی یہی کھا رہی تھی۔ اسے ہمیشہ ہی ہر معاملے میں حرم کو فالو کرنا اچھا لگتا تھا۔ اتنی ہی متاثر تھی وہ حرم سے۔

''مارکیٹ؟ اب کیا لینا ہے یار؟ ابھی چند دن پہلے تو گئے تھے۔'' بازار کا سنتے ہی انابیہ کی جان ہوا ہونے لگتی تھی۔ حرم نے جواباً اسے گھورنا ضروری سمجھا تھا۔

''خبردار جو انکار کیا ہو۔ میرے کزن کی شادی ہے۔ مجھے اپنے سلور لہنگے کے ساتھ میچنگ جوتے چاہئیں جیولری بھی لوں گی۔ اور تمہارا وہ کھڑوس منگیتر ہر روز یہاں شہر کے وزٹ کو تھوڑی نکلا ہوتا ہے جو باہر نکلنے کا سن کر ہی منہ پہ ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں۔'' وہ اسے جھاڑنے لگی تھی۔ انابیہ کی کیا مجال تھی کہ انکار کر دیتی، منمنا کر کہا تو صرف اتنا.....

''یار وہ پچھلی بار بھی انہوں نے ہمیں دیکھ لیا تھا نا.....''

''ہاں تو.....؟ کہا تو کچھ نہیں تھا نا۔ الٹا تمہیں چائے پلوانے آئسکریم کھلانے کی آفرز کر رہا تھا۔ ویسے بڑی جھوٹی ہو تم انا..... ہر وقت اس کی بے حسی اور لاتعلقی کے رونے روتی رہتی تھیں اور.....'' وہ اُسے گھورنے لگی۔ انابیہ بری طرح سے جھینپی تھی۔ پھر گویا اپنی صفائی پیش کرنے لگی۔

''رئیلی..... قسم سے یار! اس دن تو خود انہوں نے اپنے رویے سے مجھے حیران کر دیا تھا۔ وہ تو حویلی میں بھی مجھ سے بات نہیں کرتے زیادہ، آمنا سامنا ہونے پر بھی اگر میں سلام کر دوں تو سرسری انداز میں جواب دے دیں گے۔'' انابیہ کے لہجے سے پھر سے حیرانی چھلک پڑی تھی۔

''اونہہ نخرہ، اچھی بھلی لڑکی کو اگنور کر کے وہ ثابت کیا کرنا چاہتا ہے۔ اتنا تو عام سا ہے۔ اجڈ اور دیہاتی سا، میں تو کہتی ہوں شادی سے انکار کر دو اُس سے۔'' حرم کے پاس ایسے مفت کے مشورے وافر مقدار میں جمع رہا کرتے تھے۔ جبکہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انابیہ تو تڑپ اٹھی گویا۔
''ایسے تو نہ کہو حرم! اتنے تو ہینڈسم ہیں وہ...... ہمارے پورے گاؤں کی لڑکیاں مرتی ہیں دانی پہ، یہ ہے بھی حقیقت اس جیسا خوبرو کڑیل اور شاندار کوئی دوسرا نوجوان نہیں ہے پنڈ میں۔'' وہ اس کی تعریفوں میں رطب اللسان ہوئی تو حرم نے بے زاری سے سر جھٹک دیا تھا۔ انابیہ سے دوستی کو زیادہ عرصہ نہیں بیتا تھا۔ تب اس کی پہلی بار بالکل اتفاقیہ دانیال سے ملاقات ہوگئی تھی۔ وہ انابیہ سے نوٹس لینے ہاسٹل آئی تھی۔ اُس کے لیے نوٹس ہمیشہ انابیہ ہی تیار کرتی تھی۔ جب سے اُن کی دوستی ہوئی تھی انابیہ نے عقیدت مندانہ انداز میں یہ کام از خود اپنے ذمے لے لیا تھا۔ وہ تو اسے ہاسٹل آنے کی بھی زحمت نہیں دیا کرتی تھی مگر اس روز وہ نوٹس لانا بھول گئی تھی۔ جبھی حرم کو اس کے ہاں مجبوراً ہاسٹل آنا پڑا تھا۔ واپسی پر دونوں باتیں کرتیں ہاسٹل کے گیٹ تک آ گئی تھیں کہ ایک دم حرم نے اُسے بڑی طرح سے گھبراتے اور سٹپٹاتے دیکھا تھا۔
''کیا ہوا یار؟ جنگل میں شیر دیکھ لیا؟'' اس کے کھنکتے شوخ لہجے میں شرارت تھی۔ انابیہ کا فق چہرا اسے مذاق پر اُکسا رہا تھا۔
''یہی سمجھ لو شیر، وہ بھی خونخوار، یار یہ ابھی اس اس گستاخی پر مجھے سالم نگل جائیں گے۔ انہیں میرا یوں بے مہار باہر آنا پسند نہیں۔'' وہ اس کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرتی روہانسی ہوکر بولی تھی۔ دانیال کی نگاہ اس پر پڑ چکی تھی۔ اس کی ہر قسم کی افیی شینسی بھی اب کسی کام نہیں آ سکتی تھی۔ انابیہ کی حالت خوف سے پتلی ہوتے دیکھ کر حرم نے بے اختیار گردن موڑی تھی۔ کرے چمچاتی پجارو کے کھلے دروازے سے ٹیک لگائے سفید کاٹن کے کھڑکھڑاتے لباس میں ملبوس بڑی بڑی مونچھوں والا وہ خالص دیہاتی نوجوان انہی کی سمت متوجہ تھا۔ اس کی خوفناک سی سرخ آنکھوں میں یقیناً غصے کی ہی لالی تھی۔ اونچا لمبا دیہاتی قد کاٹھ لیے وہ بہت غصیلا ہی نہیں خود پسند اور رعونت بھی محسوس ہوا تھا حرم کو جبھی وہ کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔
''اوہ...... ! تو گویا آپ ہیں منگیتر اُس کے......؟'' دانیال کا سرتاپا جائزہ لینے کے بعد وہ کسی قدر نخوت سے بولی تھی۔ اسے خود پر بہت زعم تھا اپنے پُر اعتماد انداز پر بے حد ناز، اس کا خیال تھا وہ اپنے مقابل آنے والے ہر انسان کو کنفیوژ کرسکتی ہے۔ اس کا یہ خیال غلط بھی نہیں تھا۔ وہ صرف پُر اعتماد نہیں تھی۔ اس کے پاس دولت تھی ذہانت تھی قابلیت تھی۔ وہ واقعی اپنے سامنے کسی کو ٹھہرنے نہیں دیا کرتی تھی۔ یہی زعم اس وقت دانیال سے بات کرتے ہوئے بھی اس کے لہجے سے، اس کی آنکھوں سے چھلک رہا تھا۔ دانیال نے جواب دینے کی بجائے محض نگاہ بھر کے اس بے حد فیشن ایبل لڑکی کو دیکھا تھا۔ جس کے ہر انداز سے خود اعتمادی چھلکتی تھی۔
''ہاں...... آپ کو اعتراض......؟''
اس کا انداز جواباً تحقیر آمیز ہی نہیں تلخ و ترش بھی تھا سو۔ حرم نے اسے از سرے نو سرتاپا جانچا پھر زور سے ہنس پڑی تھی۔
''اگر میں کہوں مجھے اعتراض ہے تو آپ انابیہ سے شادی نہیں کریں گے؟'' اس جواب نے مقابل کو صرف ٹھٹکایا نہیں تھا۔ غم و غصے و توہین کے احساس سمیت اس کی آنکھیں بھی سُلگا کے رکھ دی تھیں۔
''اگر میں کہوں ہاں اور اس کے بدل میں، میں آپ سے شادی کروں گا تو آپ کو اعتراض کا

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھی حق نہیں ہوگا۔'' جواب تھا یا طمانچہ، حرم تو جیسے ہل کر رہ گئی تھی۔ زندگی میں پہلی بار کسی نے اس سے یوں نہ صرف پنگا لیا تھا بلکہ پہلی ہی بار میں زمین پر پٹخ دیا تھا۔ اس عزت افزائی پر آنکھیں دہک کر انگاروں کی مانند سلگنے لگیں۔

''شٹ یور ماؤتھ دانیال شاہ! تم ہو کیا چیز ہاں؟ کبھی آئینے میں شکل دیکھی ہے دھیان سے؟'' وہ پھٹ پڑی تھی اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہوگئی تھی۔ انابیہ کے تو اوسان خطا ہونے لگے۔ پھر بڑی مشکلوں سے وہ اسے کھینچ تان کر وہاں سے لے کر گئی اور منت سماجت کر کے کتنی دقتوں سے اس کا موڈ بحال کیا تھا۔

''جاہل، ال میٹرڈ، گھٹیا، وہ اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے؟'' اس کا غصہ کسی طور بھی کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

''حرم تمہیں انہیں کچھ کہنا ہی نہیں چاہیے تھا یار۔'' انابیہ بیچاری بری پھنسی تھی۔ ہاتھ مسلتے ہوئے مضطرب لگ رہی تھی ابھی دانیال سے پتہ نہیں اسے کس انداز میں بے عزت ہونا تھا۔ اسے صرف حرم کے موڈ کی نہیں دانیال کے مزاج کی برہمی بھی سہنی تھی اور یہی اصل تشویش کا باعث تھا اس کے لیے.....

''تم ٹھیک کہتی ہو، مجھے اس تھرڈ کلاس آدمی کے منہ ہی نہیں لگنا چاہیے تھا، ڈیم اٹ۔'' اس نے تو یہ بات یہاں ختم کر دی تھی۔ مگر یقیناً دانیال نہیں کر سکا تھا۔ اس بات کا اندازہ وہ بہت بعد میں جا کر لگا سکی تھی۔

☆.....☆.....☆

حالانکہ اگلی ایسی ہی اتفاقی ملاقات میں وہ بہت شائستگی سے اس کے ساتھ معذرت کر چکا تھا۔ اس بار اُن کا ٹکراؤ مارکیٹ میں ہوا تھا۔ انابیہ کو زبردستی ساتھ گھسیٹتی وہ ونڈو شاپنگ میں مصروف تھی جب ایک دکان سے نکلتے ہوئے اس کا دانیال سے تصادم ہوگیا تھا۔ حرم کے ہاتھ سے اس ٹکراؤ کے نتیجے میں شاپنگ بیگ چھوٹ کر نیچے جا گرے تھے۔

''تم.....؟'' اسے روبرو پا کے وہ نکھیں نکال کر غرائی تھی۔

''اوہ..... آئی ایم سوری۔'' وہ اچھا خاصا گھبرا گیا، پھر جھک کر شاپنگ بیگز اُٹھا کر بہت احترام بھرے انداز میں اس کی جانب بڑھا دیے۔

''ایگین سوری مس حرمت! کیسی ہیں آپ؟'' حرم کے گھورتی نظروں کے جواب میں اس نے مسکراہٹ دبائی تھی۔ حرم نے جھپٹ کر اس سے اپنا سامان لیا تھا۔

''اپنی ڈیئر فرینڈ سے میری سفارش کر دیں نا پلیز۔'' جس وقت وہ بوکھلائی ہوئی انابیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کھینچتی آگے بڑھ گئی تھی۔ دانیال نے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے ایک دو قدموں میں ہی اُسے آن لیا تھا اور اتنی لجاجت سے بولا تھا کہ انابیہ تو گنگ ہو کر رہ گئی تھی جیسے، حرم کے چہرے پر نخوت سی چھانے لگی۔

''دیکھیں مسٹر! خوامخواہ کمبل ہونے والے لوگ مجھے بالکل پسند نہیں ہیں۔'' اس نے جتلانا بے حد ضروری سمجھا تھا۔ دانیال نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھ کر سر کھجایا۔

''مگر میں آپ سے بگاڑ بھی نہیں سکتا۔ پلیز سمجھیں مجبوری ہے میری۔'' اس کا لہجہ ہی نہیں انداز بھی یکسر بدلا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ خود کو بہت چالاک اور سمجھدار سمجھنے والی حرم مرد کے چلے اس داؤ میں آتی چلی گئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مجبوری اور وہ بھی آپ کی؟'' اس کا لہجہ طنزیہ تھا اور کسی حد تک خفا بھی، جواب میں دانیال نے زوردار قہقہہ لگایا تھا۔

''سالی آدھی گھر والی ہوتی ہے، جانتا ہوں میں.....'' اور حرم جو اسے گھور رہی تھی کسی طرح بھی مسکراہٹ نہیں دبا سکی تھی۔

''لیکن میں آپ کی سالی نہیں ہوں۔ آپ کی ہونے والی بیوی کی سہیلی ہوں۔'' اس نے ٹوکتے ہوئے تصحیح کی۔ دانیال نے کاندھے جھٹکتے ہوئے اس پل بہت گہری اور جانچتی نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔

''جو بھی ہے میرے لیے بہت اہم ہے۔''

''کون انابیہ؟'' حرم کے انداز میں شرارت بھری ہوئی تھی۔ جواب میں دانیال کی آنکھوں میں کچھ لمحوں کو سبھی مگر عجیب سی تپش اُتر آئی تھی۔

''آپ کے اس سوال کا جواب میں کسی اور وقت کے لیے اُٹھا کر رکھ رہا ہوں۔'' اس کی نظروں کے ساتھ اس کے لہجے میں بھی آنچ اتر آئی تھی۔ جسے حرم محسوس کیے بنا نہ رہ سکی تھی۔

''چلیں ٹھیک ہے، بیگم سے رونمائی کے وقت کہہ دیجیے گا۔''

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔''

دانیال نے بہت فرمانبرداری کا ثبوت دیتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھ کر گردن کو ذرا سا خم دیا۔ یوں اس تلخی اور چپقلش کا خاتمہ ہوگیا تھا جو پہلی ملاقات سے پیدا ہوئی تھی۔ مگر وہ تلخی کیا واقعی اتنی آسانی سے ختم ہوگئی تھی کیا اتنی آسانی سے تلخیاں ختم ہوجایا کرتی ہیں۔ اس بات پر حرم نے غور کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا تھا۔ دانیال انہیں آئس کریم کھلانے یا پھر کافی پلانے پر اصرار کرتا رہا تھا مگر حرم پر عجلت سوار تھی۔

''ڈیورہی آپ پر، پھر کبھی سہی، اور سنیں آپ یہ اپنی بھاری بھرکم مونچھیں کٹا دیں تو یقیناً کچھ بھلے لگیں گے ہمارے مذہب میں بھی مونچھیں رکھنا جائز نہیں ہے او کے؟'' وہ جاتے جاتے بھی اسے چھیڑنے سے باز نہیں آئی تھی مگر اگلی بار ملاقات میں جب اس نے دانیال کو مونچھوں کے بغیر دیکھا تو حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔

''بڑے فرمانبردار شوہر ثابت ہوں گے آپ تو قسم سے۔'' وہ منہ پر ہاتھ رکھ کے ہنسے گئی تھی۔ جواباً دانیال کی ہلکی سرخی لیے گہری اور پُرتپش نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئی تھیں۔

''شکر ہے آپ کو یقین تو آیا غور کرلیں جلدی سے۔''

''یہ تو انابیہ کا کام ہے۔ میں تو ابھی بھی سمجھاتی ہوں اسے کرلے غور، مگر بے چاری مشرقی لڑکی ہے ایک ہی کھونٹے سے بندھی رہ کر بھی خوش ہے۔''

دانیال کی بات کی گہرائی اور ذومعنیت کو سمجھے بغیر وہ اپنی ہانکے گئی تھی۔ انابیہ کے ہاتھ دبانے کے باوجود، دانیال نے اس جواب پر ہونٹ سختی سے بھینچ لیے تھے۔ یوں جیسے خود پر ضبط کررہا ہو۔

''ان چھٹیوں میں آپ انابیہ کے ساتھ ہمارے ہاں آکر ٹھہریں نا۔'' دانیال نے خاصی تاخیر سے اسے مخاطب کیا تو اس کا لہجہ و انداز ایک بار پھر متوازن ہوچکا تھا مگر اس آفر کے جواب میں حرم کے چہرے پر تمسخر سا پھیلتا چلا گیا۔

''آپ کے گاؤں؟ اتنی گرمی ہوگی وہاں، میرا ابھی سے مرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ ویسے بھی میں سمر ویکیشن یو کے میں گزارتی ہوں ہمیشہ۔'' اس کے لہجے میں پھر وہی نخوت بھر گئی تھی جو اس کی ذات کا خاصا تھی۔ دانیال کے چہرے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔

''زیادہ نہ سہی چند دن کو آ جانا حرم! ویسے بھی ہمارے ہاں ہر قسم کی سہولتیں ہیں۔ تمہیں گرمی نہیں لگنے دیں گے پرامس۔'' انابیہ پُرجوش ہو کر اصرار کرنے لگی تھی۔ حرم کو جان چھڑانے کو ہی سہی مگر حامی بھرنی پڑی۔

☆.....☆.....☆

''مجھے لگتا ہے دانیال سے تمہاری دوستی ہو گئی ہے۔ پھر اب کیا خیال ہے اس کے بارے میں؟'' اس نے اپنی ضد پوری کر لی تھی۔ اور انابیہ کی خاطر گھر کا سکھ آرام چھوڑ کر اس کے پاس ہاسٹل آ گئی تھی۔ انابیہ کی خوشی کا تو ٹھکانہ تھا ہی کہاں..... جو فخر تھا وہ اسے ہواؤں میں اڑاتا تھا۔ پتہ نہیں اسے حرم میں ایسا کیا نظر آتا تھا کہ یوں اس پر دل و جان سے فدا ہو گئی تھی۔ حرم نے جو یہ محبت کا معمولی ثبوت دیا تھا اس کی وجہ ہی اس کی محبت کے احساس کو تقویت دیتا تھا۔ بہرحال وہ محبت کی قدردان تو ضرور تھی۔ مگر انابیہ کے لیے اس کے اس اقدام سے زیادہ خوشی کا باعث دانیال سے صلح تھی۔

''دوستی کہاں یار..... میں تو تمہاری وجہ سے اس کا لحاظ کرتی ہوں۔ ورنہ پسند وسند وہ مجھے اب بھی نہیں ہے۔ میری آفر ابھی بھی موجود ہے۔ انکار کر دو اس پینڈو کو، اپنے بے حد اسمارٹ اور گڈلکنگ بھائی کے لیے تمہارا رشتہ مانگ لوں گی۔'' اس کے لہجے میں صرف شرارت تھی۔ انابیہ نے منہ لٹکا لیا تھا۔

''میری بھی آفر اپنی جگہ قائم دائم ہے۔'' اس نے کسی قدر ناراضی سے جتلایا تھا۔ جن دنوں ان کی دوستی کا آغاز ہوا تھا ان کی ایک دوسرے کے لیے محبت اور یگانگت کے مظاہروں کو تکتی اُن کی ایک کلاس فیلو نے مذاق میں وہ بات کی تھی جسے بعد میں انابیہ نے دل پر لکھ لیا تھا۔

''یار شناء کی بات قابلِ غور ہے۔ میں سوچ رہی ہوں ہمیں ایک ہی آدمی سے شادی کر لینی چاہیے تاکہ ہم ہمیشہ ایک ساتھ رہیں۔''

انابیہ کی سنجیدگی سے کہنے پر وہ اتنا جھنجلائی تھی کہ ہاتھ میں موجود بھاری بھرکم کتاب ہی اس کے سر پر دے ماری۔

''دماغ درست ہے تمہارا؟ یہ محض مذاق کی حد تک ہی ٹھیک ہے بات..... شوہر شیئر کرنے کی چیز نہیں ہوتا۔''

''کیوں نہیں ہوتا؟ اسلام میں ایویں ہی مرد کی چار شادیوں کی اجازت ہے۔'' انابیہ چمک کر بولی تھی۔

''وہ عالی ظرف عورتیں ہوتی ہوں گی۔'' حرم نے بات ختم کرنی چاہی۔

''تمہارے معاملے میں، میں بہت اعلیٰ ظرف ہوں قسم سے۔'' انابیہ نے اب کے شرارت سے آنکھیں مٹکائیں تو حرم اسے غصے سے آنکھیں دکھانے لگی تھی مگر وہ پرواہ کیے بغیر اپنے سوٹ کیس سے تصویروں والا البم نکال لائی تھی۔

''یار تم اک نظر دانی کو دیکھو تو ہمارے پنڈ کی ساری خوبصورت لڑکیاں اس گھبرو جوان پر مرتی ہیں۔'' اور جب اس گھبرو جوان کی حرم نے تصویریں دیکھیں تو کیسے بدک گئی تھی۔

''میں تو مر کے بھی ایسے آدمی سے شادی نہ کروں۔ خبردار جو آئندہ ایسی بات کہی ہو۔ اگر اتنا ہی میرے ساتھ رہنے کو مری جاتی ہو تو پھر اس پینڈو کو گڈ بائے کہہ دو۔ میں اپنے بھائی کی دلہن بنا لیتی ہوں تمہیں۔'' اب کے وہ سنجیدہ تھی جبکہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

انابیہ نے منہ لٹکا لیا تھا۔

''تمہیں دانی کا پتہ نہیں ہے نا اس لیے، جان سے مار دے گا وہ مجھے مگر کسی اور کا نہیں ہونے دے گا۔ پھر اس کا فائدہ بھی تو کوئی نہیں ہے نا یار۔ میرا دل تو تم سے لگا ہے مقصد تمہارے ساتھ رہنا ہے نہ کہ تمہارے گھر میں، تم سسرال سدھار جاؤ گی میں کیا کروں گی؟''

''چلو تمہاری خاطر میں شہریار کو گھر داماد بننے پر فورس کرلوں گی۔ مجھے بہت پسند کرتا ہے شاید مان لے میری بات۔''

وہ ہنوز غیر سنجیدہ تھی اور شرارت آمیز انداز میں بات کررہی تھی۔

''اگر میرے لیے کچھ کرنا ہی ہے تو پھر گھر کی بجائے دل میں گنجائش نکالو..... اپنے شہریار کو مجھ سے شیئر کرلو۔ دانی کو بھی صرف اسی صورت میں گڈ بائے کہہ سکتی ہوں۔'' انابیہ کے سنجیدگی سے کہنے پر حرم کی ساری چونچالی اور مذاق دھرا رہ گیا تھا۔

''تم اس قدر فضول بات بھی کرسکتی ہو انابیہ؟ آئی کانٹ بلیو اِٹ؟'' اور انابیہ اس کا اس درجہ شدید ردعمل دیکھ کر بری طرح سے خائف ہوکر رہ گئی تھی۔

''مذاق کررہی تھی یار! ریلیکس!'' وہ گڑبڑانے لگی۔

''مجھے مذاق میں بھی ایسی باتیں پسند نہیں ہیں انابیہ شاہ! تمہارے دل میں یہ گنجائش ہو تو ہو، میرے دل میں نہیں ہے بی کیئر فل نیکسٹ ٹائم!'' اس نے سختی سے کہا تھا اور اُٹھ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

''اُف اتنا یونیک اور اسٹائلش ڈریس، کہاں سے لیا؟'' حرم کالج سے واپس لوٹی تو انابیہ کے بستر پر پڑی وہ شرٹ اُٹھا کر دیکھتے ہوئے اشتیاق اور ستائش یک بارگی اس کے چہرے و آنکھوں میں سمٹ آیا تھا۔ یہ بلیک علاقائی ڈریس تھا۔ جس پر شوخ دھاگوں سے بہت خوبصورت ایمبرائیڈری کی گئی تھی۔

''بے جی نے بھیجا ہے، آج دانی دے کر گئے ہیں۔'' انابیہ آج طبیعت کی خرابی کے باعث کالج نہیں گئی تھی۔

''تو یوں کہو نا منگیتر صاحب تحفہ دے کر گئے ہیں، محبت کی نشانی۔'' وہ آنکھیں نچا کر بولی۔ انابیہ نے بے اختیار ٹھنڈا سانس بھرلیا۔

''ہمارے ایسے نصیب کہاں؟ لائے بے شک وہی تھے مگر بھیجا اُن کی اماں نے ہے۔ مجھے یقین ہے انہیں تو یہ بھی نہیں پتہ ہوگا اس بیگ میں ہے کیا، ویسے تمہارا بابا خصوص پوچھ رہے تھے۔''

خلافِ معمول انابیہ کے لہجے میں اداسی تھی۔ جو آخری فقرہ بولتے پھر سے غائب ہوگئی۔ اس کی جگہ ہلکی سی شرارت اور مسکراہٹ نے لے لی تھی۔

''مجھے تو سچی بات ہے یہ بندہ بہت گھنا اور خطرناک لگتا ہے، ذرا بچ کے رہنا او کے۔'' شرٹ اپنے ساتھ لگا کر دیکھتی وہ شرارت سے بولی تھی۔ پھر ایک دم اسے دیکھنے لگی۔

''یار یہ ڈریس فیرویل پارٹی میں پہنوں گی او کے؟''

''اتنا پسند ہے تمہیں تو رکھ لو یار یہ دیکھو اس کے میچنگ کے جوتے بھی ہیں۔'' انابیہ نے بیگ میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبہ برآمد کیا۔ جس کے کھلنے پر کڑھائی والا خوشنما رنگوں کا نازک سا جوتا سامنے تھا۔

''واؤ امیزنگ.....'' حرم کی آنکھیں خوشی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سے جگر جگر چمکنے لگیں۔

اس نے فوری طور پر جھک کر اپنے جوتے کے اسٹریپ کھولے تھے اور اپنا دودھیا کنول جیسا شفاف پیر جوتے میں ڈالا۔ جو ریشمی رنگین ڈوریوں سے مزین تھا۔ وہ عام سا جوتا جیسے ایک دم انمول ہوگیا تھا۔

''یار یہ تو لگتا ہے بنا ہی تمہارے لیے ہے۔ دیکھو ذرا کتنا جچا ہے تم پر۔'' انابیہ نے دل سے تعریف کی تھی۔ وہ کھلکھلا اٹھی۔

''یار اپنے پاس ہی رکھو۔ میں بس اک بار پہنوں گی۔'' انابیہ کو اٹھ کر دونوں چیزیں اس کی الماری میں رکھتے دیکھ کر حرم نے بے اختیار ٹوکا تھا۔ وہ مسکرادی۔

''نہیں تمہیں پسند ہیں اب یہ تمہاری ہیں۔''

''اتنی فراخدلی اچھی نہیں ہوتی ہے انابیہ۔'' حرم کا انداز ناصحانہ ہوگیا تھا۔

''میں صرف تمہارے معاملے میں فراخدل ہوں اور مجھے پورا یقین ہے تم کبھی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔'' انابیہ کی محبت اس درجہ مان و یقین پر حرم مسکرائے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔

☆.....☆.....☆

ان کے ایگزامز ختم ہوئے تو تعطیلات شروع ہوگئیں۔

''تم میرے ساتھ چل رہی ہو نا؟'' انابیہ کی پھر وہی رٹ شروع ہوگئی اور یہ اصرار اتنا بڑھا تھا کہ حرم عاجز ہوکر رہ گئی تھی۔

''یار میں منع کر چکی تھی نا تمہیں۔'' اس نے بے زار ہوکر کہا تھا۔ وہ انابیہ کا دل رکھنے کو بھی اس کے گاؤں نہیں جانا چاہتی تھی۔

''ایسے تو نہ کہو حرم! بے جی بھی تم سے ملنا چاہتی ہیں۔ میں نے تو اُن سے انہی چھٹیوں کا وعدہ کر رکھا تھا۔ کتنی شرم آئے گی مجھے جب وہ یہ سوچیں گی کہ جس سہیلی کی میں اتنی تعریفیں کرتی ہوں وہ میری خاطر چند دن کو گاؤں بھی نہ آسکی۔ محض اس لیے کہ وہ گرمی نہیں برداشت کرسکتی۔''

انابیہ کی مزید ایسی ہی باتوں کی وجہ سے حرم کو مجبوراً ہی سہی مگر حامی بھرنی پڑی تھی کہ وجہ اس موقع پر ہونے والی انابیہ کی بہن کی شادی بھی تھی جس میں انابیہ کا خیال تھا حرم کی شرکت بے حد ضروری تھی۔ ایک بار پھر اس کی مام سے شدید جھڑپ ہوگئی تھی جو انہیں اس کے گاؤں جانے کا اختلاف سے بحث سے شروع ہوئی تھی۔ ممی ہرگز بھی اسے یکسر انجان اور غیر لوگوں میں بھیجنے کو تیار نہیں تھیں۔

''انابیہ بھی تو ہمارے گھر آتی رہی ہے نا ممی! ہم نے کھالیا اُسے؟'' وہ جس حساب سے چڑی تھی اتنے ہی غصے سے بولی۔

''وہ محض گھنٹے دو گھنٹے کو آتی رہی ہے یہاں، تم اتنے دنوں کو جاؤ گی، ہے کوئی تک یہ؟'' مام کے کہنے پر اس نے بے حد ناگواریت سے انہیں دیکھا تھا۔

''کیا ہوگیا ہے ممی! ویسے تو آپ بہت لبرل بنتی ہیں۔ مجھے اسٹڈی کو تنہا یو کے بھیج سکتی ہیں تو یہاں اپنے کنٹری کے ایک گاؤں میں فرینڈ کے ہاں کیوں نہیں۔'' اسے اب طیش آنے لگا تھا خوامخواہ کی اس فضول ضد سے۔

''وہ ایک یکسر مختلف بات ہے۔ پھر وہ لڑکا تم میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہا ہے؟ فیانسی کی فرینڈ سے اسے کیا لینا دینا۔''

ممی کے اعتراض پر اس نے اپنا سر پیٹ لیا تھا۔ ممی شاید اُن کی وہ بات چیت سن چکی تھیں جو کچھ دن پہلے ان کے درمیان ہوئی تھی۔ جب

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انابیہ اس کے گھر آئی تھی اور یہ بات ثابت کرنے پر مصر تھی کہ دانیال اس میں انوالو ہو چکا ہے۔

''کمال ہے ممی! حد ہے دقیانوسیت کی بھی، ویسے اطلاعاً عرض ہے کہ میں اس کی وجہ سے نہیں اپنی دوست کی وجہ سے جا رہی ہوں۔ (اس بندے میں ایسا کچھ بھی خاص نہیں کہ میں یہ حماقت کرتی پھروں)۔ اس نے تنفر سے سوچا تھا اور تلملا کر جتلایا۔

''تم ہاسٹل فرینڈ کے ساتھ ہی اتنا عرصہ رہی ہو۔ اب بس کرو یہ چونچلے مجھے پسند نہیں ہیں۔'' ممی کے جھڑک دینے پر وہ غصے میں آ گئی تھی۔

''مجھے ہر صورت جانا ہے ممی! میں بتا چکی ہوں آپ کو، ڈیڈ سے میں نے بات کر لی ہے۔ انہیں آپ کی طرح اعتراض نہیں ہے۔'' پیر پٹخ کر کہتی وہ اُٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔ اور گاؤں جانے کے ارادے سے ملازمہ سے پیکنگ کرانے میں مصروف ہو گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

پختہ ہموار سڑک سے اُتر کر جیسے ہی گاڑی نیم پختہ دھول اڑاتی دو رویہ درختوں کی قطاروں سے گھری سڑک پر آئی۔ زبردست جھٹکے لگنے لگے۔ شدید گرمی کا عالم جوبن پر تھا اور آگ برساتے سورج کو غالباً کچھ زیادہ ہی جلدی تھی کہ صبح دس بجے ہی سروں پر آ کر چمکنے اور شاعیں نوکیلی سوئیوں کی طرح زمین پر مارنے لگا تھا۔ گاڑی میں آن اے سی بھی جیسے اس پر تپش اور موسم کے آگے ہار مان چکا تھا۔ وہ اندر بیٹھی پسینوں میں ڈوبنے لگی تھی تو اس میں اس کے شاہانہ مزاج کی نزاکت کا عمل دخل زیادہ تھا۔

''اُف اتنی گرمی یار..... مرواؤ گی تم مجھے۔'' اس نے اپنے دوپٹے سے ہی خود کو ہوا دیتے ہوئے انابیہ پر آنکھیں نکالی تھیں جو مزے سے بیٹھی تھی اور بیرونی نظاروں میں مگن تھی۔

''اتنی بھی گرمی نہیں ہے، ویسے اگر آپ کو ساری زندگی انہی جگہوں پر گزارنی پڑ گئی تو کیا کریں گی؟'' انہیں پک کرنے دانیال ہی آیا تھا اس کی آہ و بکا سن کر ویو مرر سے جھانکتی اس کی آنکھوں میں عجیب سی سفاکیت اتر آئی تھی۔ جس پر ظاہر ہے حرم کا دھیان نہیں جا سکتا تھا۔

''میرا دماغ خراب ہے جو میں ایسی جگہ پر زندگی گزاروں گی؟'' اس نے نروٹھے پن سے کہا تھا اور کھڑکی کا شیشہ نیچے کیا گرد و غبار سے بوجھل ہوا کا گرم جھونکا اندر آیا اور اس کے چہرے کے ساتھ لباس کو بھی دھول مٹی سے بھر گیا۔ اس کی طبع و نازک پر جیسے سخت ناگوار گزرا تھا۔ اس نے کھٹاک سے پھر شیشہ بند کر دیا تھا۔ انابیہ بری طرح ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

''تمہیں کس نے کہا تھا یہ کرنے کو۔'' وہ یونہی ہنستے ہوئے سرخ چہرے سے بولی۔ حرم نے غصیلی نگاہ سے اُسے دیکھنے پر اکتفا کرتے چٹکی سے پکڑ کر گرد سے اَٹا دوپٹہ اُتار کر سیٹ پر دھر دیا۔ نیوی بلو شرٹ کی ہاف سلیو سے جھانکتے اس کے سفید موی بازو اور راج ہنس جیسی گردن ایک دم نمایاں ہو کر جگمگانے لگی۔ دانیال کی نگاہ اس پر پڑی تو جیسے پلٹنا بھول گئی۔

اسٹیئرنگ پر اس کے ہاتھ بہکے تو گاڑی ڈانوال ڈول ہو کر رہ گئی تھی۔

''اُف دھیان سے دانیال صاحب! لگتا ہے آپ ہمیں یہیں دفنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔'' حرم چیخ پڑی تھی۔ اس کی پیشانی سامنے سیٹ سے جا کر ٹکرائی تھی۔

''اگر اکٹھے جی نہیں سکتے تو مر ہی جانا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چاہیے۔'' انابیہ نے اس پر جھک کر سرگوشی کی تھی۔ حرم نے اُسے خونخوار نظروں سے گھورا۔

'' ایسا ارادہ ہے تو براہِ کرم مجھے گاڑی سے اُتار دو۔ پھر جو مرضی کرتے رہنا دونوں۔'' اس نے دانت کچکچائے تھے۔ انابیہ اتنا جھینپی کہ اسے دو تین اکٹھے ہی گھونسے دے مارے تھے۔

'' بدتمیز..... میں اپنی اور تمہاری بات کر رہی ہوں ظالم لڑکی! نہ میرے منگیتر کو قبول کرتی ہو۔ نہ اپنے فیانسی کو مجھ سے شیئر کرنے پر آمادہ ہو۔ پھر جدائی تو نصیب بنے گی نا۔'' حرم ہنسے گئی تھی اور دانیال کی گاہے بگاہے خود پر اٹھتی اور پھر ٹھہر جانے والی نظروں سے بے خبر رہی تھی۔ اور اس بات سے بھی کہ اس کی نگاہوں کی تپش ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

شام کا وقت تھا۔ فضا پرندوں کے پروں کی کاٹ سے بوجھل تھی۔ دور چلتے کولہو کی آواز بھی ماحول میں گونجتی تھی۔ فضا میں حبس تھا اور ہر سو غبار سا پھیلا ہوا تھا۔ دوپہر سے پہلے وہ لوگ حویلی پہنچے تھے۔ حویلی ویسی نہیں تھی جیسی حویلیاں حرم کے تصور میں آباد تھیں یا جیسی اس نے عموماً ٹی وی پلے یا پھر موویز میں دیکھ رکھی تھیں۔ بڑے بڑے دالانوں اور برآمدوں والی جس کی دیواریں سنگ مرمر کی تو کھڑکیاں بہت بڑی بڑی ہوتی ہیں یہ تو عام سی حویلی تھی جس کا صحن بہت وسیع تھا اور اس میں طرح طرح کے درختوں کی بہتات تھی۔ سرخ اینٹوں کے فرش پر انہی درختوں کے خشک پتے اڑتے پھرتے تھے جو آتے جاتے لوگوں کے قدموں تلے آ کر چرمراتے تھے۔ جنہیں ملازمہ وقفے وقفے سے جھاڑو اُٹھا کر سمیٹتی مگر ہوا کے ایک تیز جھونکے سے آنگن پھر ایسے ہی بھر جاتا۔

درختوں کے نیچے چارپائیاں بچھی تھیں۔ جن پر حویلی کی عورتیں براجمان تھیں۔ روایتی ریشمی کپڑوں اور زیورات سے لدی پھندی تھیں۔ ان کے لباس موسم کی مناسبت سے نفیس اور خوشنما رنگوں کے تھے۔ ان میں دو بزرگ خواتین دانیال کی والدہ بے جی اور انابیہ کی ماں تھیں۔ جنہوں نے حرم کا خیر مقدم بہت تپاک سے پیشانی چوم کر گلے لگا کر کیا تھا۔ دو نوجوان لڑکیاں بھی تھیں جن کا تعارف انابیہ کی بھابی اور بہن کے طور پر کرایا گیا تھا۔ دانیال اکلوتا تھا۔ اس وقت موسمی پھولوں کے کریٹ اور ٹوکرے وہاں موجود تھے اور دونوں نوجوان لڑکیاں اپنی نگرانی میں ملازمہ سے پھل دھلوا کر فریج میں رکھوا رہی تھیں۔ بزرگ خواتین گاؤں کی کچھ عورتوں میں گھری غالباً اُن کے مسائل سننے میں مصروف تھیں مگر یہ ساری مصروفیات حرم اور انابیہ کے پہنچنے پر ترک کر دی گئی تھی۔

'' تیری شہرن سہیلی واقعی بہت سوہنی ہے انابیہ' میم ہے بالکل.....!'' بے جی نے اپنے سادہ پُرخلوص انداز میں حرم کی تعریف کی تھی۔ اور انابیہ یوں خوش ہو گئی جیسے یہ حرم کی نہیں خود انابیہ کی ہی تعریف ہو۔

'' ارے بے جی میم تو کچھ بھی نہیں ہے اس کے سامنے، یہ تو حور ہے جنت کی حور۔'' انابیہ نے ہنستے ہوئے اُن کی بات کو بڑھاوا دیا تھا۔

'' سنا ہے جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی۔ مگر میں تو اس دنیا میں حور کا طلب گار ہوں۔'' اپنی تعریف پر وہ فخر سے گردن اونچی کیے زیرلب مسکرا رہی تھی۔ جب اس مدھم مگر معنی خیز سرگوشی پر ایک دم سے متحیر ہو کر پلٹی۔ دانیال اس سے کچھ فاصلے پر جھک کر اس کا بیگ رکھ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

آنکھوں میں اتنی چمک تھی اتنی گہرائی تھی کہ حرم جیسی پُراعتماد لڑکی بھی اس پل کنفیوژ ہوکر رہ گئی تھی۔ وہ اس پر ذومعنی مسکراہٹ اچھال کر پلٹ کر چلا گیا۔ حرم اس کے بعد بھی کتنی دیر تک سنبھل نہیں سکی تھی۔ غصے کا شدید احساس اسے دانت اور مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کرتا رہا تھا۔ اس کا دماغ دانیال کی اس لفظی جسارت پر سلگن کا شکار ہوتا رہا تھا۔ پھر کمرے میں آ کر نہا کے اور کپڑے بدل کر کھانا وغیرہ کھانے کے بعد کچھ دیر ستانے کو جب وہ بستر پر لیٹی تب بھی اس کے دماغ کی یہ سلگن کم نہیں ہو رہی تھی۔

''کیا ہوا حرم! نیند نہیں آ رہی؟'' نیم تاریک کمرے میں اے سی کی ٹھنڈک کی سرسراہٹ تھی۔ کھڑکیوں پر تنے ریشمی پردے اس سرسراہٹ کی زد میں ہولے ہولے ہلتے تھے جب اپنی جگہ پر لیٹی انابیہ نے اس کی بے چینی محسوس کر کے تشویش سے پوچھا تھا اور وہ پھٹ پڑتے پڑتے ایکدم سے ہونٹ بھینچ گئی تھی۔

''تھنگ، نئی جگہ ہے نا، مجھے اجنبی جگہ پر ایڈجسٹ ہونے میں ذرا وقت لگتا ہے۔'' اس نے سارا طیش اندر دبا کر رسانیت سے کہا تھا۔ اسے اچانک ہی احساس ہوا تھا کہ دانیال کی کسی بھی کمینی حرکت میں بہرحال انابیہ کا کوئی قصور نہیں تھا۔ وہ خود دانیال کا منہ توڑ سکتی تھی۔ اس نے خود کو تسلی دے لی تھی۔ مگر اس کی یہ خواہش شاید کبھی پوری نہیں ہونی تھی کہ اس کے بعد جو کچھ بھی ہوا اس میں حرم کے لیے قطعی کوئی گنجائش نہیں بچی تھی۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن وہ سارا دن بہت مگن رہی تھی۔ اس کا یہ خیال غلط ثابت ہو چکا تھا کہ وہ وہاں رہ نہیں سکتی۔ اتنی اہمیت اور محبت اسے ہمیشہ سرشار اور مگن رکھتی تھی۔ سو اس وقت بھی مگن ہو چکی تھی۔ اس شام اس نے آنگن کی صفائی میں مشغول ملازمہ سے پانی کا پائپ لیتے ہوئے انابیہ کے لتے لینے شروع کر دیے تھے۔

''تم مجھے یہاں اپنی حویلی میں اس لیے لے کر آئی تھیں کہ یہاں قید کر دو۔ اپنے باغات کی سیر نہیں کرواؤ گی تو شادی میں بھی شریک ہوئے بغیر واپس چلی جاؤں گی۔'' مصنوعی خفگی سے کہتے اس نے پائپ کا رخ اس کی جانب کیا تھا اور پانی کی دھار سے اسے بھگو ڈالا۔ انابیہ تو بدک کر تیزی سے پرے ہٹ گئی مگر اسی پل وہاں آ جانے والا دانیال ضرور پانی سے شرابور ہو گیا تھا۔ حرم نے بوکھلا کر اسے دیکھا تھا پھر ایکدم خفت زدہ ہو گئی اور گھبراہٹ میں پائپ چھوڑ دیا۔

''سوری..... میں تو.....'' اس نے بے ساختہ وضاحت دینی چاہی تھی۔

''اٹس او کے، تیار ہو جائیں، میں آپ کو باغات اور کھیتوں میں گھما لاتا ہوں۔'' اپنی بات مکمل کر کے وہ رُکے بغیر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ انابیہ نے متحیر نظروں سے پہلے اسے پھر حرم کو دیکھا تھا۔

''مائی گاڈ! کتنا بدل گئے ہیں یہ، میں قسم کھا کر کہہ سکتی ہوں اگر تمہاری جگہ یہ حرکت مجھ سے ہوئی ہوتی تو اتنا ڈانٹتے کہ حد نہیں۔'' انابیہ اس کے کاندھے سے کہنی ٹکا کر پورے وثوق مگر شرارت سے بولی تھی مگر حرم نے کوئی تاثر نہیں دیا تھا۔

''مہمان کو اتنا سا ایڈوانٹیج تو ملنا چاہیے۔''

''وجہ صرف یہی نہیں ہے۔'' انابیہ کے آنکھیں نچانے پر حرم چونک اٹھی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''کیا مطلب؟'' اس نے ناگواریت سے کہتے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''مطلب یہ کہ جو بندہ کسی لڑکی کے کہنے پر مونچھیں کٹوا دے جبکہ وہ 'مچھ نئیں تے کچھ نئیں' کے فارمولے پر عمل بھی کرتا رہا ہو۔

''پھر ناک پر غصہ دھرا رہنے کے باوجود اس لڑکی کی بدتمیزی پر اسے معاف بھی کر دے اور اس کی گستاخی یعنی پانی سے بھگو دینے کے باوجود اسے پنڈ گھمانے کی آفر کرے تو اس کے دل میں زیادہ نہ سہی تھوڑا تو اس کا خیال ہوگا نا۔'' انابیہ کے چہرے پر شرارت کے سارے رنگ تھے اور آنکھوں میں شوخی بھری ہوئی تھی۔ حرم نے پہلے اس کا بازو جھٹکا تھا پھر اسے بے حد ناراضی سے گھورا تھا۔ وہ دونوں باتیں کرتیں کمرے میں آ گئی تھیں۔

''شیم آن یو انا! وہ بندہ تمہارا فیانسی ہے اور.....''

''اور کچھ نہیں، جا کے تیار ہو جاؤ۔ وہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کا کہہ گئے ہیں۔'' انابیہ نے اسے واش روم کی جانب دھکیلا تھا۔ مگر وہ حیرانی سے پلٹ آئی تھی۔

''صرف مجھے.....؟ تم ساتھ نہیں چلو گی؟''

''نہیں ہمارے ہاں منگیتروں کے ساتھ کھلے عام پھرنے کا رواج نہیں ہے۔'' جواب انابیہ کی بجائے اسی پل دستک کے بعد اندر قدم رکھنے والے دانیال نے دیا تھا۔ اس کا لباس تبدیل ہو چکا تھا۔ اور سلیقے سے بنے بالوں پر نمی کا احساس اس کے تازہ غسل کا گواہ تھا۔ حرم کی پیشانی پر ایکدم شکنیں پڑتی چلی گئیں۔

''یعنی آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کی منگیتر کی آپ کی نظروں میں عزت ہے اور میری.....''

''دیکھیں مس حرمت میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں یہ میری عزت کا ہی ثبوت ہے کہ میں آپ کو.....'' وہ اس کی بات کاٹ کر تیزی سے وضاحتی انداز میں ہاتھ اُٹھا کر کہتا ایک دم تھم سا گیا۔ اس کی نگاہ انابیہ پر اٹھی تھی۔ جانے کیا تقاضا تھا اس نگاہ کا جسے انابیہ نے ہی سمجھا تھا اور ہونٹ بھینچے سرعت سے پلٹ کر کمرے سے نکل گئی۔ حرم کا دھیان اس جانب نہیں گیا۔ وہ سوالیہ و استعجابی نظروں سے دانیال کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔

اپنا فقرہ مکمل کریں گے مسٹر دانیال؟'' اس کا لہجہ سلگا ہوا ہی نہیں طنز آمیز بھی تھا۔ دانیال بہت پُراعتماد اور دلکش انداز میں مسکرایا تھا۔

''میں یہ ثبوت آپ سے شادی کر کے دینا چاہتا ہوں۔ سمجھ لیں آپ آج سے میری پابند ہیں۔ اس حویلی کی بہو، دانیال شاہ کی ہونے والی بیوی، اس سے بڑھ کر بھی آپ کو کوئی اور ثبوت چاہئے تو دوں؟ بتاؤ کب آؤں تمہارے گھر تمہارے مانگنے؟'' صرف اس کے الفاظ بھک سے اڑانے کو کافی نہیں تھے۔ وہ استحقاق بھرا لہجہ متبسم جتلاتی نظریں اور سب سے بڑھ کر حد سے بڑھی ہوئی جسارت کہ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ طلائی بریسلیٹ اس کی کلائی میں زبردستی پہنا دیا تھا۔ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہماری خاندانی روایت کا حصہ ہے۔ جس سے ہم کسی بھی لڑکی کو اپنے نام کرتے وقت اسے پابند کرتے ہیں۔'' اگر زمین اس کے قدموں تلے سے سرکتی یا آسمان سر پر ٹوٹ پڑتا تب بھی اسے اتنی حیرت نہ ہوتی جتنی اس پل دانیال کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پر ہوئی تھی۔ صرف حیرت نہیں غم و غصے سے اس کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دماغ سلگ اٹھا تھا۔

''یو آر میڈ؟ تمہیں اندازہ ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟'' بریسلیٹ نوچ کر اس نے اس طرح سے اپنی کلائی سے الگ کیا تھا کہ اس کی نازک چین ٹوٹ کر دو ٹکڑوں میں بٹ گئی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑے دانیال کا چہرہ تھپڑوں سے سرخ کر ڈالے۔

''اسمیں اتنا مائنڈ کرنے والی کیا بات ہے۔ کیا آپ نے کسی سے شادی نہیں کرنی؟'' اس کے قہر و غضب کے آگے وہ کسی درجہ سکون اور معصومیت سے سوال کر رہا تھا۔

''تم نے شکل دیکھی ہے اپنی اور پھر اپنا یہ گھر..... ہے کچھ ایسا قابل ذکر کہ مجھ سے یہ بات کہنے کی جرأت کی۔'' وہ بولی نہیں غرائی تھی۔ چہرہ لال بھبھوکا ہو چکا تھا۔ صرف اس کا نہیں دانیال کا بھی منہ سرخ ہو گیا تھا۔

''تم حد سے بڑھ رہی ہو حرمت۔'' وہ چیخ پڑا تھا بالآخر، حرم نے اچھنبے میں گھر کر مگر حقارت زدہ انداز میں اسے دیکھا تھا۔

''میں حد سے بڑھ رہی ہوں؟ میں؟ میرا تمہارے بارے میں یہی خیال ہے۔ میں حیران ہوں تمہیں مجھ سے یہ بات کہنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ کچھ لوگوں کو عزت بھی راس نہیں آتی ہے۔ تمہارا شمار انہی لوگوں میں کیا جا سکتا ہے۔ پسند تو میں پہلے بھی تمہیں نہیں کرتی تھی مگر اب..... چلے جاؤ یہاں سے اگر مزید ذلیل نہیں ہونا چاہتے ہو تو، ورنہ تمہاری فیملی کے سامنے تمہارے کرتوت کھول کے رکھ دوں گی۔'' بریسلیٹ اس کے منہ پر مارتے ہوئے اس کے لہجے میں اتنی تضحیک اس درجہ تلخی و ترشی کے ساتھ تکبر و نخوت کا انداز تھا کہ دانیال کو اپنے چہرے پر سے بھاپ نکلتی محسوس ہوئی تھی۔ اتنی ذلت اور سبکی کہ وہ ایک منٹ بھی مزید وہاں نہیں ٹھہر سکا تھا۔ حرم ہونٹ بھینچے سر جھٹکتی جیسے اس ناخوش گوار واقعہ کی تلخی اپنے ذہن سے جھٹک رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

رات کو مایوں کی تقریب تھی۔ حرم کے ذہن پر اس تلخ واقعہ کے اثرات ہنوز باقی تھے۔ وہ جیسے اپنی جگہ پر بے چین ہو گئی تھی۔ کئی بار جی میں آئی انابیہ کی دوستی اور اس شادی دونوں پر لعنت بھیج کر واپس چلی جائے مگر اسے بزدلوں کی طرح راہِ فرار اپنانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بولڈ تو تھی ہی اس کے ساتھ ساتھ انا پرست بھی بہت تھی۔ جبھی واپسی کا ارادہ صرف اس لیے بدلہ کہیں دانیال یہ نہ سمجھ لے وہ اس سے ڈر کے بھاگی ہے۔ بے وقوف تھی نہیں جانتی تھی کہ لڑکیوں کی عزت آبگینے کی طرح نازک ہوتی ہے اس کی حفاظت کی خاطر اٹھایا گیا مصالحت کا قدم بزدلی میں شمار نہیں ہوتا مگر اس خود پسند مغرور لڑکی کو یہی تو پتہ نہیں تھا اسے تو دانیال کی اس بات پر ہی غصہ چڑھے جا رہا تھا جو اس نے شام کو دوبارہ سامنا ہونے پر اس سے کہی تھی۔

''یقیناً آپ جا رہی ہوں گی؟'' اس کے چہرے کے ناگوار تاثرات اور نظر اندازی کو محسوس کر لینے کے باوجود دانیال نے اس کا راستہ اس وقت روک لیا تھا جب وہ بالائی منزل پر موجود انابیہ کے پاس جانے کو سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ مخالف سمت سے آتے دانیال سے ٹکراؤ ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔

''میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتی۔'' وہ ناک چڑھا کر پھنکارتے ہوئے کہہ کر سائیڈ سے گزرنا چاہتی تھی کہ وہ تیزی سے پھر راستہ روک گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اسے منہ لگنا تو نہیں کہتے، تین فٹ کے فاصلے پر کھڑا ہوں۔'' کیسا لہجہ تھا۔ زچ کرتا ہوا تاؤ دلاتا ہوا۔ حرم بے شرمی و بے غیرتی کے اس مظاہرے پر ہونٹ بھینچ کر رہ گئی۔ اتنی عزت افزائی کے بعد بھی اگر وہ اس سے منہ ماری کر رہا تھا تو اس سے بڑھ کر حرم کے خیال میں کوئی بے شرمی نہیں تھی۔

''راستہ چھوڑ و میرا.....'' حرم کی پیشانی پر بل پڑنے لگے تھے۔

''اگر میں کہوں تمہارا ہر راستہ مجھ پر آ کر ختم ہوتا ہے تو پھر.....'' اس کی نگاہوں میں اپنی ذات کا زعم بولتا تھا۔ حرم کو اس کی ڈھٹائی ششدر کرنے لگی۔

''اپنی بکواس بند کرو سمجھے، اور یہ ڈائیلاگ بازی اپنے معیار کی لڑکی سے کرنا۔ میرا معیار اتنا گرا ہوا نہیں ہے۔'' وہ غصے میں صحیح معنوں میں آپے سے باہر ہونے لگی۔ اس کی بات پر دانیال کے چہرے نے کتنے رنگ بدلے تھے۔

''بہت غرور ہے تمہیں خود پر۔ اس غرور کو خاک میں نہ ملا دیا تو دانیال شاہ نام نہیں ہے۔'' اس کا لہجہ و انداز یک دم بدل گیا تھا۔ آنکھوں سے جیسے چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔

''میں اِن دھمکیوں سے ڈرنے والی نہیں، کیا کرلو گے تم ہاں؟'' وہ جواباً اس سے بڑھ کر بلند آواز سے چیخی تھی۔ دانیال کچھ دیر اسے کینہ توز نظروں سے تکتا رہا تھا پھر ہونٹوں کو سختی سے بھینچے ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گیا۔ حرم کا چہرہ کتنی دیر تک غصے سے دہکتا رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

مایوں کی تقریب کے بعد دو تین دن بیچ میں خالی تھے پھر مہندی کی تقریب تھی۔ حرم سچی بات ہے اس روٹین کی زندگی سے بھی اُکتا گئی تھی۔ جبھی اس روز پھر انابیہ کے سر ہوگئی تھی۔

''تم مجھے اپنا گاؤں دکھا رہی ہو یا میں خود چلی جاؤں؟''

''یار میں کرتی ہوں کچھ، بے جی سے کہتی ہوں۔ وہ دانی سے مجھے اجازت دلوا دیں۔'' انابیہ اسے تسلی دے کر خود کمرے سے باہر چلی گئی۔ حرم نے اس انتظار کی کوفت سے بچنے کو کتاب اُٹھا کر کھول لی تھی ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے جب دستک دے کر ملازمہ نے اندر جھانکا تھا۔

''حرمت بی بی آپ کو انابیہ بی بی بلا رہی ہیں۔'' حرم نے حیران نظروں سے ملازمہ کو دیکھا۔ پھر کتاب بند کر کے رکھتے ہوئے بولی تھی۔

''کہاں ہے انابیہ.....؟''

''میرے ساتھ آئیں۔'' ملازمہ کے کہنے پر وہ اسی طرح اُٹھ کر اس کے ساتھ ہولی تھی۔

''اِدھر کہاں جا رہی ہو؟'' ملازمہ کو حویلی کے پچھواڑے باغ کی سمت جاتے دیکھ کر حرم کو اُلجھن ہوئی تھی۔

انابیہ بی بی اِدھر ہی گئی ہیں۔ دراصل بی بی وہ بے جی کی اجازت سے تو جا رہی ہیں آپ کے ساتھ پر دانیال صاحب کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔ اسی لیے انہوں نے کہا میں آپ کو اُن کے پاس چھوڑ جاؤں۔'' ملازمہ کے مسکرا کر تسلی دینے پر حرم نے گہرا سانس بھر کے کاندھے اُچکا دیے۔ اسے انابیہ پر ترس سا آنے لگا۔ بے چاری کی زندگی کتنی مشکل تھی۔ اتنی پابندیوں میں جینا اور دل کو مار کر زندگی گزارنا کتنا مشکل کام ہے۔ وہ اپنی سوچوں میں غلطاں کتنا فاصلہ طے کر آئی اندازہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہی نہ ہو پایا۔ یہ حویلی کا پچھلا باغ تھا جس کا اختتام یہاں پر لکڑی کے بڑے سے پھاٹک پر ہو رہا تھا۔ اطراف میں اونچی فصیل تھی۔ کچی زمین خاردار جھاڑیوں اور سبز گھاس سے بوجھل تھی۔ ملازمہ نے خود پھاٹک کا نسبتاً چھوٹا دروازہ کھولا تھا اور احتراماً اسے باہر جانے کا راستہ دیا۔ باہر سفید مرسیڈیز کھڑی تھی جس کے شیشے ڈارک تھے۔

''انابیہ اس گاڑی میں ہے؟'' وہ تپتی دوپہر میں سڑک کنارے کھڑی تھی۔

''ہاں بی بی آپ بھی بیٹھ جاؤ گاڑی میں.....'' ملازمہ کے کہنے پر وہ مسکراہٹ دبائے گاڑی کی سمت چلی آئی۔ ارادہ انابیہ کو ایسے چوروں کی طرح سے اقدام پر چھیڑنے کا تھا۔ جبھی دروازہ کھولتے ہی محض دھوپ سے بچنے کی غرض سے جلدی سے خود کو سیٹ پر گرا لیا۔

''قسم سے انا مجھے لگ رہا ہے تم میری دوست نہیں بوائے فرینڈ ہو جو گھر والوں کو دھوکا دے کر مجھے ڈیٹ پر لے جا رہا ہے۔''

اس کی ہنسی چھوٹ رہی تھی۔ گاڑی کا نیم تاریک سرد ماحول اس کے مزاج پر خوشگوار تاثر ڈال گیا تھا۔

''اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ آپ کے ساتھ آپ کی دوست نہیں آپ کا بوائے فرینڈ بیٹھا ہوا ہے۔ دیکھنا پسند کریں گی مجھے، مگر دھیان سے خوشی سے بے ہوش نہ ہو جایئے گا۔''

یہ پھنکارتی ہوئی سرد آواز اس کے داہنے پہلو سے ابھری تھی۔ وہ جیسے کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی۔ باہر تیز دھوپ سے اندر کے نیم تاریک ماحول سے اس کی آنکھیں فوری طور پر کچھ بھی واضح نہ دیکھ پائی تھیں جبھی وہ جان نہیں سکی تھی کہ اُس کے برابر سیٹ پر انابیہ نہیں دانیال شاہ ہے۔

''تم؟'' حرم کے اعصاب کو اتنا شدید دھچکا لگا تھا کہ وہ خود کو قطعی نہیں سنبھال سکی تھی۔

''کوئی شک ہے تو اسے دور کر دوں؟'' اس نے اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا انداز میں نگاہوں میں اذیتی شرارت کے ساتھ تلخی بھی تھی، حقارت بھی، مگر حرم کے اوسان خطا ہو چکے، اتنا تو وہ بھی سمجھ سکتی تھی کہ اگر وہ اتنا بڑا دھوکہ دے چکا ہے اسے تو اس کے ارادے ہرگز نیک نہیں ہو سکتے تھے۔

''گاڑی روکو، کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے۔'' حواس باختہ سی وہ پہلے چیخی تھی پھر سراسیمہ سی ہو کر دروازہ کھولنا چاہتی تھی کہ اسی پل دانیال اس پر عقاب کی طرح جھپٹا تھا اور اسے نہایت بے دردی سے اپنی جانب گھسیٹ لیا۔ حرم کا چہرہ اس کے کاندھے سے اتنی شدت سے ٹکرایا کہ اس کے حواس جھنجھنا اٹھے تھے۔

''جہاں لے کر جا رہا ہوں نا تمہیں وہاں سے واپسی پر شاید تم خودکشی کا فیصلہ کر چکی ہو۔ اپنے آپ سے نظریں بھی نہیں ملاؤ گی یقیناً، کیوں لے جا رہا ہوں اس کا جواب تو تمہیں پتہ ہی ہوگا۔ کسی مرد سے پنگا لینے کی یہ سب سے معمولی سزا ہے۔ بہت زعم تھا تمہیں خود پر اپنی حسین صورت پر؟ اس کو خاک میں ملا کے رکھ دوں گا۔ آئندہ اپنی نسلوں کو بھی اس طرح کی حرکتوں سے باز رکھنے کی نصیحت کرتی پھرو گی۔''

اس کے سرد لہجے میں بھیڑیئے کی سی غراہٹ در آئی تھی۔ حرم کا دماغ چکرانے لگا۔ ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑتی چلی گئی۔ اسے صحیح معنوں میں اندازہ ہوا تھا وہ کس بڑی مشکل میں پھنس چکی ہے۔ گاڑی ہموار سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔ اس نے غیر محسوس انداز میں اپنے اور اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

درمیان فاصلہ بڑھانا چاہا تو دانیال نے محض اسے اس کی بے چارگی اور بے بسی کا احساس دلانے کو اسے کچھ اور بھی اپنے نزدیک کھینچ لیا۔ اب ایک طرح سے وہ آدھی اس کی گود میں سوار تھی۔ صرف شرم اور ناگواری کا ہی احساس نہیں تھا۔ جس نے اسے روہانسا کیا تھا شدید قسم کی سبکی بھی تھی جو اس کے وجود سے لپٹ گئی تھی۔

''دس از ناٹ فیئر ..... دیکھو تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔ اتنی معمولی بات کی اتنی کڑی سزا نہیں ہو سکتی۔ اگر تم ہرٹ ہوئے ہو تو میں تم سے معافی مانگ لیتی ہوں۔'' عزت کی بقا کا احساس اسے انا سے دستبرداری کا سبق دے رہا تھا۔ یہ خیال ہی روح فرسا تھا کہ وہ بپھرا ہوا وحشی مرد اس سے اپنا انتقام پورا کرنے والا ہے۔ صورتحال کی گھمبیرتا نے اسے سراسیمہ کر کے رکھ دیا تھا۔

''معافی اور مجھ سے؟ تمہارا معیار اتنا پست نہیں ہو سکتا۔'' وہ بے رحم کاٹ دار لہجے میں پھنکارا تو اس کے لہجے میں حقارت اور کسی قسم کی گنجائش نہ پا کر حرم کی آنکھیں خوف کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں تھیں۔ معاً گاڑی ایک جگہ پر رُک گئی۔ گاڑی ڈرائیو کرنے والا تنومند شخص اُترا اور دانیال کی جانب کا دروازہ کھول دیا۔ دانیال نے خود اترتے ہوئے اسے بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لیا تو وہ بے اختیار چیخی تھی۔

''چھوڑ دو مجھے، تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔'' وہ جیسے اس پل بے بسی کی انتہا کو چھوتی رو پڑی تھی۔

''ابھی تو کچھ نہیں کیا ہے میں نے، عزت راس نہیں آئی تھی نا تمہیں، اور جن لوگوں کو عزت راس نہ آئے ذلت انہیں بہت اچھی طرح سے اچھائی برائی کا فرق سمجھا دیا کرتی ہے۔'' اسے بازو سے پکڑ کر عمارت کے اندر جو ڈیرا ٹائپ تھی لے جاتے ہوئے وہ قطعی بے رحم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ درختوں کے جھنڈ میں کچھ لوگ بیٹھے انہی کی سمت دیکھ رہے تھے مگر کسی نے اس کی چیخوں کی آواز سن کر بھی مداخلت نہیں کی تھی۔ شاید وہ دانیال کے ملازم تھے۔ وہ یہی اندازہ کر سکی تھی۔

''دیکھو میں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتی ہوں۔ پیر پکڑ لیتی ہوں تمہارے مگر مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی میں مانتی ہوں۔'' یہ وقت اتنا کڑا تھا کہ وہ اپنی اکڑ بھول گئی تھی اس نے صرف کہا نہیں تھا۔ واقعی جھک کر اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ یاد تھا تو داؤ پر لگی ہوئی عزت کا خیال، یہی خوف اسے سراسیمگی کی انتہاؤں تک لے گیا تھا۔

''تم کہہ سکتی ہو میں بہت کینہ پرور ہوں۔ معافی کا لفظ میری لغت میں درج نہیں ہے۔'' وہ سفاکی پر اتر آیا۔ حرم کے وجود میں سنسناہٹ دوڑنے لگی۔ اس نے فق ہوتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھا اور زاروقطار رو پڑی۔

''مجھے معاف کر دو دانیال، مجھے یوں بے مایا نہ کرو۔ میں قسم کھاتی ہوں آئندہ کبھی تمہیں اس طرح ڈی گریڈ نہیں کروں گی۔''

وہ ایک بار پھر گڑگڑانے لگی۔ اپنی غلطی کا احساس اب اسے کچوکے لگانے لگا تھا۔ عورت کا لفظی مطلب پردہ میں چھپی ہوئی چیز کا ہے اسے یاد آیا اس نے اپنے آپ کو غیر مردوں کے لیے کس طرح عیاں کیا تھا۔ دوپٹہ ڈھنگ سے کبھی اوڑھا تھا نہ ہی سر ڈھانپا تھا۔ اللہ کی حدوں کو پھلانگنے کی یہ تو دنیا میں بہت معمولی سزا تھی۔ ممی نے کتنا روکا تھا اسے یہاں آنے سے۔ وہ بھی پسند نہیں کرتی تھیں اس کی اتنی آزادی، مگر وہ کبھی آزادی کے منفی پہلوؤں پر سوچنا گوارا ہی نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کرتی تھی۔ یہ اعمال کا کیا دھرا تھا۔ خدا کی آزمائش نہیں تھی۔ بے راہ روی اور حد سے بڑھی ہوئی دین سے دوری کے منفی پہلو ہی سامنے آیا کرتے ہیں۔

''میں بے وقوف ہوں جو تمہیں ایک کے بعد دوسرا موقع دوں؟ اب تم یہاں سے صرف انتقام پورا ہو جانے کے بعد جاؤ گی۔ میں نے محبت کی تھی تم سے، اچھی لگی تھیں تم مجھے مگر تم نے کہا کہ میں تمہارا معیار نہیں ہوں۔'' وہ ایک ایک لفظ چبا کر کہہ رہا تھا۔ حرم حواس باختہ سراسیمہ سی اسے ٹکر ٹکر دیکھے گی۔

''ایک رات یہاں گزار لو گی نا تو پھر دیکھنا کہاں ہے تمہارے لیے جگہ، تمہارے اس کروڑ پتی باپ کے گھر میں نہ اس دنیا کے کسی کونے مین، بہت مان تھا نا تمہیں اپنے باپ کی اعلیٰ و بلند حیثیت کا؟''

''میں معافی مانگ رہی ہوں نا؟'' اس نے آنسو پونچھتے ہوئے بے کسی کی کیفیت میں کہا۔

''صرف معافی مانگنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ شادی کر سکتی ہو مجھ سے؟'' وہ پھنکارا حرم ایک دم نظریں چرا گئی۔

''کر لوں گی، لیکن یہاں سے نکالو مجھے.....''

اس کے دماغ نے بہت سرعت سے خود کو انکار سے روکتے مصالحت کی راہ اختیار کی تھی۔

''دیکھو محترمہ مجھے اس وقت اپنے عزائم سے اگر کوئی چیز روک سکتی ہے تو وہ تمہارا ابھی اور اسی وقت مجھ سے نکاح ہے۔ یہاں سے باعزت طریقے سے نکلنے کے صرف یہی اک صورت ہے۔ ورنہ رات ہونے میں زیادہ وقت نہیں۔ میں واپس چلا جاؤں گا۔ تمہاری گمشدگی کی خبر تو ویسے بھی حویلی میں پھیل چکی ہوگی۔ میری وہ ملازمہ راز داں ہے میری، مجھ پر کوئی شک نہیں کر سکے گا کہ تمہیں کھوجنے ڈھونڈنے والوں میں میرا بھی شمار ہوگا۔ بلکہ میں تو پولیس میں پرچہ بھی کٹواؤں گا۔'' اس کے لہجے کی خباثت اور کمینگی حد سے سوا تھی۔ حرم کو لگا تھا وہ اپنے قدموں پر کھڑی نہیں رہ سکے گی۔ شاید نہیں یقیناً اس کے پاس اپنے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں بچی تھی۔ کبھی کے تکبر و غرور میں کہے گئے سارے جملے اک اک کر کے اس کے منہ پر مارے گئے اور اس نے خود اپنی رضا مندی سے اس دیہاتی اور پینڈو شخص کے نام اپنے تمام جملہ حقوق کر دیے تھے۔ چاہے کیسے بھی حالات میں سہی مگر وہ اس شخص کی بیوی بن گئی تھی۔ جس کا محض نام اپنے نام کے ساتھ سن کر بدک اٹھتی تھی۔

☆.....☆.....☆

''اب کیسی طبیعت ہے؟'' کاٹن کا ٹھنڈے پانی میں بھیگا کپڑا اس کی پیشانی پر رکھتے ہوئے انابیہ نے اُسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر بے حد محبت بھری فکرمندی سے سوال کیا تھا۔ نکاح کے پیپرز پر سائن کرنے کے بعد ہی اُسے لگا تھا جیسے اُس کی آنکھوں میں اندھیرے اترنے لگے ہوں۔ یہ اندھیرے اس کی ساری زندگی پر محیط ہو گئے تھے شاید، مایوسی نا امیدی اور غم و غصے کی شدید کیفیت نے اس کے حواس سلب کر لیے تھے۔ وہ دانیال کے ہمراہ واپس لوٹی تو حواس باختہ ہی نہیں شکست خوردہ بھی نظر آتی تھی۔ حالانکہ سارے رستے دانیال اُسے سمجھاتا آیا تھا۔

''خود کو سنبھالو میری جان! ابھی تو صرف نکاح ہوا ہے تو تمہاری یہ حالت ہوگئی ہے۔ اگر میں اپنی محبت تم پر آشکار کرتا تو تمہارا کیا بنتا؟'' اُسے چھیڑ چھاڑ سوجھ رہی تھی جبکہ حرم کی صحیح معنوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

میں جان پر بن آئی تھی۔ وقتی طور پر تو یہ حل نکل آیا تھا مگر آئندہ کا خوف اس کے حواس سلب کر رہا تھا۔ واپس حویلی پہنچی تو سب اس کی خاطر فکر مند بلکہ متوحش نظر آ رہے تھے۔

''سارا قصور انابیہ کا ہے۔ جب یہ کہہ رہی تھیں مجھے گاؤں گھما لاؤ تو لے جانا چاہیے تھا نا۔ میں اتنا بھی خونخوار نہیں ہوں کہ میری وجہ سے جانے سے انکار کرتی رہی۔ غصے میں آ کر اکیلی نکل گئی تھیں اور راستہ بھٹک گئیں۔ صدشکر میں اسی سمت نکلا ہوا تھا تو ساتھ لے آیا۔ ورنہ پتہ نہیں کیا ہوتا.....'' وہ پتہ نہیں کیا کچھ کہہ کر ان لوگوں کو مطمئن کر رہا تھا۔ حرم سے کچھ نہ بولا گیا نہ کسی سے نظر ملائی جا سکی۔ خاص طور پر انابیہ سے، جو اس کے گلے لگ کر بے ساختہ رو پڑی تھی۔

''تھینک گاڈ حرم! اگر تمہیں کچھ ہو جاتا خدانخواستہ تو پھر میں مر ہی جاتی۔'' حرم ساکت کھڑی رہی تھی۔ اس کی پتھر بنی آنکھوں میں تب پہلی بار آنسو اترے (کیا کچھ مزید ہونے کو رہ گیا ہے؟ میری چھوٹی چھوٹی غلطیوں کی اتنی کڑی سزا) اس کا دل رو اٹھا تھا۔

انابیہ کے ساتھ اس کے کمرے میں آ کر بستر پر لیٹی تو اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے اس کے بعد اب وہ پھر حواسوں میں لوٹی تو زیاں کے ساتھ دکھ کا احساس اتنا جان لیوا تھا کہ انابیہ کے محض احوال دریافت کرنے پر وہ اس طرح خود پر قابو کھو گئی تھی کہ اس سے لپٹ کر بری طرح سے سسک اٹھی۔

''مجھے لگ رہا ہے انابیہ میں مر جاؤں گی کاش میں ممی کی بات مان لیتی اور یہاں نہ آتی۔'' وہ کچھ اور بھی کہتی مگر اسی پل دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تھا۔ گلا کھنکار کر اپنی آمد کا اظہار کرتا ہوا۔ حرم کے وجود میں شکست و ریخت کے جیسے شعلے سے بھڑک اٹھے۔

''بے جی سے پتہ چلا تھا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ میں نے سوچا احوال پرسی کر لوں؟'' وہ آ کر بیڈ کے نزدیک دھری کرسی پر براجمان ہو گیا۔ حرم کے چہرے پر موجود تلخی و ناگواری کا تاثر گہرا ہونے لگا۔

''ٹمپریچر تو اب قدرے کم ہے۔'' اگلے لمحے اس نے کمال جرأت کا مظاہرہ کیا اور بخار چیک کرنے کے بہانے اس کی کلائی تھام لی تھی۔ حرم کے اندر سے غضب کی مزاحمت اٹھی تھی۔ نفرت کا بہت شدید احساس تھا جس نے اسے بہت تنفر بھرے انداز میں ہاتھ چھڑانے کو جھٹکا دیا تھا مگر دانیال بھی غافل نہیں تھا۔ گرفت سخت تو ہوئی مگر ہاتھ نہیں چھوٹا۔ حرم نے چونک کر مگر آنسو بھری آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا۔ عجب بے بسی کا تاثر تھا اُن نگاہوں میں مگر دانیال کی آنکھوں میں جتلاتا ہوا استحقاق آمیز احساس تھا۔ گویا اس پر اپنی حیثیت واضح کرنا ہی مقصد ہو۔

''کیسی طبیعت ہے اب؟'' اس کا لہجہ تند خیز تھا۔

''مچ بیٹر۔'' جواب دیتے حرم کی آنکھیں پانیوں سے بھرنے لگیں اور گلا بھرا گیا تھا۔

''جلدی اچھی ہو جاؤ کسی کو آپ کی فٹنس کی بہت ضرورت ہے۔'' اس کا لہجہ اب کے معنی خیزی لیے ہوئے تھا۔ حرم نے امڈتے طیش کو دانت بھینچ کر دبایا تھا۔ پھر وہ جتنی دیر وہاں رہا حرم خود پر جبر اور ضبط کے پہرے بٹھاتی رہی تھی اور دانیال اس کی بے بسی پر مسکراتا رہا تھا۔ یہی مسکراہٹ حرم کا خون جلانے کو کافی تھی۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ مہندی کی رات تھی۔ حرم جس کے اندر سناٹے اور پچھتاوے اتر آئے تھے۔ انابیہ کے لاکھ اصرار کے بعد اس تقریب کے لیے تیار ہوئی تھی۔ بلو فراک میں کامدانی دوپٹہ سنبھالے وہ کمرے میں آئی تو انابیہ جیسے اسی کی منتظر تھی۔ اسے دیکھ کر کھل سی اٹھی۔

''بہت پیاری لگ رہی ہو۔ چلو آؤ میں تمہاری کچھ تصویریں ہی بنالوں۔'' وہ اپنا کیمرا اٹھانے کو لپکی تو حرم نے بے زاری سے اُسے ٹوک دیا تھا۔

''پلیز انابیہ میرا موڈ نہیں ہے۔''

''موڈ کو کیا ہوگیا ہے؟ شہریار صاحب تو نہیں یاد آرہے؟'' اس کے انداز میں شرارت تھی۔ حرم کے دل سے جیسے ہوک سی اٹھی۔ سب کچھ درہم برہم ہوگیا تھا۔ پتہ نہیں کس حاسد کی نظر لگی تھی۔ اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ رسم کے موقع پر بھی حرم ہنوز اُلجھی ہوئی اور مضطرب نظر آئی تھی۔ جبھی بے رحمی سے لے کر انابیہ کی بھابی تک سب نے اس سے خاموشی و اُداسی کی وجہ پوچھی تھی وہ ہر بار محض بھرم رکھنے کو بے دلی سے مسکرائی تھی۔

تقریب کا انتظام بہت اعلیٰ پیمانے پر تھا۔ اس کے باوجود مرد و عورتوں کا الگ انتظام تھا مگر دانیال پتہ نہیں کتنے چکر بہانے بہانے یہاں کے لگا چکا تھا۔ ہر بار اس کی نظریں بے صبری سے اس کے گرد گھومتی تھیں۔ کبھی ان نظروں میں فتح کا رنگ ہوتا تو کبھی شرارت و استحقاق کا کبھی محض اس پر اپنی حیثیت جتلانا مقصود جبھی ہونٹوں پر دل جلانی مسکراہٹ سجالیا کرتا۔ وہ جھنجلا گئی تھی جبھی جیسے ہی اس سے تنہائی میں سامنا ہوا وہ پھٹ پڑی تھی۔

''تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اسی طرح چپ چاپ مجھے طلاق دے دو، سنا تم نے؟''

''ایک مگ چائے بنا کر میرے کمرے میں لے آؤ۔ تمہاری اس بات کا جواب میں وہاں دوں گا۔'' انابیہ کے ہمراہ وہ اس وقت کچن میں تھی۔ انابیہ تو کمرے میں چلی گئی تھی۔ شاید کچھ لینے گئی تھی اور دانیال تو تھا ہی ایسے موقع کی تاک میں جبھی اس کے سر پر سوار ہوگیا تھا۔ حرم کی بات پر اس نے کمال ضبط کا مظاہرہ کیا مگر اس کی آنکھوں کی گہری ہوئی سرخی نے اس کے طیش کو پھر بھی واضح کر دیا تھا۔

''تم میری بات مان لو گے؟'' وہ اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔ دانیال نے کاندھے اُچکا دیے اور پلٹ کر چلا گیا۔ چائے تیار تھی ایک مگ اس کا دوسرا انابیہ کا اس نے کچھ سوچا اور کیتلی سے چائے مگ میں منتقل کی تھی۔ تقریب اپنے اختتام کو کب سے پہنچ چکی تھی۔ حویلی کی اکثر راہداریوں میں سناٹا اور تاریکی تھی۔ اگر یہ بات یہ معاملہ اسی خاموشی سے نپٹ جائے تو اس سے اچھی بات کیا ہوسکتی تھی۔ وہ ایک بار پھر حماقت کرنے جارہی تھی۔

دانیال کے کمرے کے دروازے پر رُکتے جو پردہ عقل پر پڑا تھا ایک دم سے سرک گیا۔ اس کا دستک کو اٹھا ہاتھ وہیں تھم گیا۔ اس نے ایک نظر ہاتھ میں موجود چائے کے مگ کو دیکھا۔

''اگر اس نے میری بات نہ مانی؟ اگر وہ اپنی من مانی پر اتر آیا تو؟'' وہ ایک دم سے لرز اٹھی۔ چائے کا مگ اس نے جھک کر وہیں چوکھٹ پر رکھا تھا اور اُلٹے قدموں بھاگی یہ اُس کی ایڑھی سے پیدا ہونے والی آہٹ تھی کہ اس کے منتظر دانیال نے اُٹھ کر تیزی سے دروازہ کھولا پہلی نگاہ راہداری کے موڑ پر غائب ہوتی حرم پر پڑی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دوسری دروازے کے بیچ پڑے چائے کے مگ پر محض چند لمحے لگے تھے اسے صورتحال سمجھنے میں، اس کے بعد جیسے اُس کا دماغ الٹ سا گیا تھا۔ اس نے طیش کے عالم میں مگ ٹھوکر سے اڑا دیا۔ چائے کے چھینٹے دور تک اڑے اور مگ سامنے دیوار سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ دانیال نے سرخ چہرے کے ساتھ ایک دھماکے سے دروازہ بند کر دیا تھا۔

☆.....☆.....☆

وہ کمرے میں اندھیرا کیے تکیے میں منہ دیے پڑی تھی۔ دانیال کے غصے اور شدید ردِعمل کے باعث ہی وہ یہاں کمرے میں محدود ہو گئی تھی۔ اس کا ذہن جیسے مفلوج ہو چکا تھا۔ اسے قطعی سمجھ نہیں آتی تھی کیا کرے۔ صبح اس کی آنکھ جلدی کھل گئی تھی۔ رات بھی پریشانی میں جیسے سوتے جاگتے اضطراب میں گزری۔ اسی وجہ سے طبیعت مضمحل سی تھی۔ اس نے پھر سے سونا چاہا تھا مگر نیند آنکھوں سے جیسے روٹھ گئی تھی۔ چائے کی طلب بہت شدید تھی۔ درد سے پھٹتا ہوا سر چائے کا طلب گار تھا۔ اس نے ایک نظر کچھ فاصلے پر بے خبر سوئی انابیہ پر ڈالی تھی۔ اسے ڈسٹرب کرنا بالکل مناسب بات نہیں تھی۔ کچن وہ رات دیکھ چکی تھی۔ وہاں سلینڈر کا بھی انتظام تھا کم از کم ایک کپ چائے تو خود بنا سکتی تھی وہ یہی سوچ کر وہ کچن میں آئی تھی۔

''بسم اللہ سوہنی شہرن بی بی! کچھ چاہیے تھا تو مجھے کہہ دیا ہوتا..... ناشتہ کریں گی۔'' حرم نے ملگجے اُجالے میں چونک کر سامنے دودھ بلوتی ملازمہ کو دیکھا۔ یہ وہی خرانٹ عورت تھی جو اسے دھوکے سے دانیال تک پہنچا کر آئی تھی۔ اس پل بھی اس کے چہرے پر بڑی معنی خیز مسکان تھی۔ حرم کی صرف آنکھیں نہیں سلگیں چہرہ بھی جل اٹھا تھا۔

''شٹ اپ اپنی شکل گم کرو سمجھیں، مجھے جو چاہیے ہوگا میں وہ خود لے لوں گی۔'' وہ زور سے پھنکاری تھی پھر تنتناتی ہوئی آگے بڑھ کر کچن میں گھس گئی۔ پانی رکھتے اس نے محسوس کیا تھا کوئی آس پاس ہے اور اسی کی سمت متوجہ بھی، غصے سے اس کے دماغ میں خون ٹھوکریں مارنے لگا۔

''میری جاسوسی پر مامور ہونے کی ضرورت نہیں دفع ہو جاؤ یہاں سے، تمہارے اس جاہل اجڈ شاہ کو زہر دینے کا ارادہ نہیں ہے میرا..... اپنے لیے چائے بنا رہی ہوں۔'' چونکہ واثق یقین اسی ملازمہ کا تھا جبھی پلٹ کر دیکھے بغیر ہی وہ برس پڑی تھی۔ جواب میں ہنسی کی بھاری آواز گونجی اور اگلے لمحے کوئی اس کے بے حد نزدیک آ گیا۔ حرم تڑپ کر پلٹی تو روبرو دانیال کو پا کر جیسے اس کی روح فنا ہو گئی تھی۔ پتہ نہیں اب اسے دنیا میں اسے تنگ کرنے کے سوا کوئی اور کام نہیں رہ گیا تھا۔

''اونہہ بہت بری بات جان من! اس طرح بات نہیں کرتے اور یہ کیا تم کام کیوں کرنے لگیں؟ ابھی تو تمہارے ہاتھوں پر مہندی بھی نہیں لگی اور..... خیر اچھی لگی ہو اس طرح بھی۔'' اس کی آنکھیں لو دے رہی تھیں تو لہجے میں شرارت و شوخی کا عنصر نمایاں تھا۔ حرم بدک کر فاصلے پر ہوئی تھی اس وقت جب اس نے باقاعدہ اس کے گلے میں بازو حمائل کرنے چاہے تھے۔ اس کے پورے وجود میں جیسے سنسناہٹ دوڑنے لگی تھی۔

''کب تک رہنے ہیں یہ فاصلے؟ شادی کا فائدہ یار؟'' وہ بدمزا ہو کر بولا تھا۔ حرم اس کی بے باک نظروں کے جواب میں اپنی جگہ کٹ کر رہ گئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''رات کیا کہہ رہی تھیں تم؟'' معاً وہ کچھ یاد آنے پر ایکدم سختی سے استفسار کرنے لگا۔

''طلاق مانگ رہی تھی۔ فارسی میں نہیں کہا تھا کہ سمجھ نہ آئے۔'' وہ بھی غصے میں آؤٹ ہو کر چیخی دانیال نے برہم نظروں سے اُسے دیکھتے ایک دم اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا تھا۔ حرم تو جیسے سناٹوں میں گھر گئی تھی۔ غیر یقینی و صدمے سے پھٹی آنکھوں میں اس درجہ استعجاب تھا کہ دانیال نے ہونٹ بھینچے ہوئے نگاہ کا زاویہ بدل لیا۔

''آئندہ یہ بات سوچ سمجھ کر منہ سے نکالنا۔'' اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

''ورنہ کیا کرو گے تم؟ جان سے مار دو گے مجھے؟ مار دو میں خود بھی اب یہی چاہتی ہوں۔'' اسے جھنجھوڑتے ہوئے وہ شدتوں سے رو پڑی تھی۔

''ابھی تمہارا دماغ درست نہیں ہے میں پھر بات کروں گا تم سے۔''

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رکھنا اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں خودکشی کرلوں گی۔ پھر مناتے رہنا اپنی فتح کا جشن۔'' وہ یونہی روتے ہوئے چیخی تھی اور پلٹ کر باہر نکل گئی تھی اسے اندازہ نہیں ہوسکا اسے اس طرح کس کس نے دیکھا اور کیا سوچا کیا اندازہ لگایا۔

دانیال جتنا خوش باش اور مگن نظر آتا تھا۔ حرم کے اسی قدر جان پر بن گئی تھی۔ وہ پچھلے دو دنوں سے یہ سوچ سوچ کر ہلکان تھی کہ وہ اس وحشی سے کیونکر چھٹکارا حاصل کرے۔ یہ طے تھا کہ اسے عمر بھر کو یہ تعلق استوار نہیں رکھنا تھا۔ یہ پریشانی ایسی تھی کہ وہ کسی سے کچھ کہنے کی بھی پوزیشن میں نہیں تھی۔ ممی سے وہ اتنا نزدیک کبھی تھی ہی نہیں۔ پھر وہ تو سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ جاتیں۔ اس پر سارا الزام رکھتیں۔ اس میں کوئی شک تھا بھی نہیں کہ یہ انہی کی نافرمانی کی سزا بھگت رہی تھی۔ اگر وہ ان کی مانتی تو یقیناً صورتحال اس قدر گھمبیر نہ ہو چکی ہوتی۔ شہریار سے کچھ کہنے کا مقصد دنگا فساد برپا کرنا تھا۔ وہ تو دانیال کو جان سے مارنے کے درپے ہو جاتا۔ وہ ایسا ہی جذباتی تھا خاص طور پر اس کے معاملے میں۔ وہ ہرگز بھی ایسی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لے دے کے ایک ڈیڈ رہ جاتے تھے وہ بھی ہارٹ پیشنٹ تھے، جانے اس کی اس حماقت کا کتنا اثر لیتے۔ امید کی کہیں کوئی کرن نہیں تھی یہی احساس اسے پاگل بنائے جا رہا تھا اس پر انابیہ کی آمد اور سوال جواب، اسے انابیہ پر خوامخواہ غصہ آنے لگا۔ اسی کی وجہ سے وہ اس منحوس آدمی سے ٹکرائی تھی جو جان کا عذاب بن کر مسلط ہو چکا تھا۔

''کیا ہوگیا ہے تمہیں حرم؟ اتنی مضمحل اور اُداس کیوں رہنے لگی ہو۔'' انابیہ کی آنکھوں میں کتنی تشویش تھی۔

''مجھے کیا ہونا ہے طبیعت ذرا خراب ہے جانتی تو ہو تم۔'' اس نے اعصابی تناؤ پر قابو پاتے ہوئے زبردستی لہجے کو نارمل بنایا۔ انابیہ اسے دیکھے گئی تھی۔

''مجھے لگتا ہے تم اپ سیٹ ہو، مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔''

''میں کیا چھپاؤں گی اور کیوں؟'' اسے تب چڑھ گئی تیکھے انداز سے بولی تو انابیہ خائف ہونے لگی۔

''دانیال سے جھگڑا ہوا ہے تمہارا؟'' ملازمائیں بتا رہی تھیں کہ کچن میں تمہاری اُس سے تلخ کلامی ہوئی ہے اور پھر تم روتی ہوئی وہاں سے گئی تھیں۔''

انابیہ کے لہجے میں از حد تشویش تھی۔ حرم نے بے ساختہ نظریں چرالیں۔ اس کے دل نے غوطہ سا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھایا تھا۔

''کوئی پریشانی والی بات ہے تو مجھے بتاؤ حرم۔'' انابیہ کی تشویش گہری ہونے لگی تھی۔

''تم اس سے کہو وہ فوری تم سے شادی کرلے۔ آئی مین اپنے گھر والوں سے کہو تمہاری شادی کردیں۔'' پہلی بات کے جواب میں انابیہ کا منہ کھلتا اور آنکھیں شاکی ہوتی محسوس کرکے اس نے خود ہی اپنے فقرے کی تصحیح کی تھی۔ اس کے خیال میں دانیال کی توجہ خود سے ہٹانے کا یہ ہی بہترین حل تھا۔

''کیا ہوگیا ہے حرم! میں تم سے تمہارا مسئلہ پوچھ رہی ہوں اور تم مجھے میری شادی کا مشورہ دے رہی ہو۔'' انابیہ جھنجلا گئی تھی۔ اس کے لہجے سے ایسا تاسف چھلکا تھا جیسے حرم کی غیر دماغی کو اس پر آشکار کرنا مقصد ہو یہی چیز حرم کو غیض میں مبتلا کرگئی تھی۔

''تم سمجھتی ہو پاگل ہوں میں، تمہاری شادی ہی میری اس ٹینشن کا خاتمہ ثابت ہوسکتی ہے۔ تمہاری وہ منحوس باتیں سچ ثابت ہوچکی ہیں۔ وہ فضول آدمی ہاتھ دھوکر میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ سمجھا دو اسے اگر اس نے اپنی حرکتیں نہ بدلیں تو میں اُسے شوٹ کرنے سے بھی گریز نہیں کروں گی۔'' ذہنی و قلبی انتشار اسے ہذیانی انداز میں چلانے پر مجبور کرگیا تھا۔ انابیہ ایک دم سے گھبراہٹ کا شکار ہوئی اس کے منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

''آہستہ بولو، کوئی سن نہ لے۔'' اس کے ہر انداز سے خوف چھلک پڑا تھا۔ حرم نے وحشت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر اسی وحشت زدگی کے عالم میں اسے زور سے پیچھے کی جانب دھکا دیا تھا۔ انابیہ لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے گئی تھی۔ تب دانیال نے کھنکارتے ہوئے اندر قدم رکھا۔

''میں یہاں سے گزر رہا تھا تو.....''

''تم یہاں سے دفع ہوجاؤ ورنہ میں ابھی اسی وقت تمہاری اصلیت کھول کر رکھ دوں گی سمجھے۔'' حرم کے چہرے پر نفرت امڈ آئی تھی اسے دیکھتے ہی۔ دانیال چند ثانیوں کو سہی مگر اپنی جگہ پر ساکن رہ گیا تھا۔

''کیا ہے میری اصلیت؟ بتاؤ انابیہ کو، میں دیکھتا ہوں یہ کیا طوفان لاتی ہے یہاں۔'' خود کو سنبھال کر وہ شدید اور تلخ انداز میں گویا ہوا تو حرم جسے اس سے کم از کم اس جواب کی توقع نہیں تھی کسی طرح بھی چہرے کو متغیر ہونے سے نہیں بچا سکی۔

''کیا ہوگیا ہے آخر؟ آپ لوگ آپس میں اس طرح کیوں جھگڑنے لگے ہو۔ کچھ تو خیال کریں گھر مہمانوں سے بھرا ہوا ہے۔'' انابیہ بے حد عاجز ہوکر بولی۔ اس وقت سب سے زیادہ جان گویا اسی کی مصیبت میں پڑی ہوئی تھی۔

''یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا، آج میں تم سے دوستی کے تعلق پر اتنی شرمندہ ہوں کہ اس وقت کو کوستی ہوں جب میں نے یہ حماقت کی تھی۔''

حرم کے کڑے لہجے میں اتنی تلخی و اہانت کا رنگ تھا کہ انابیہ اس درجہ ذلت کو سہہ نہیں سکی۔ اس کا پہلے رنگ پھیکا پڑا تھا پھر چہرا یکلخت سفید ہوتا چلا گیا۔

''تمہیں اندازہ ہے حرم کیا کہہ رہی ہو تم؟'' انابیہ کے جیسے دل پر چوٹ پڑی تھی جبھی آنکھیں چھلک گئیں۔ حرم نے جواب دینا بھی گوارا نہیں کیا اور بے اعتنائی سے منہ پھیر لیا تھا۔ انابیہ کچھ دیر تک غیر یقینی سے اس کے تاثرات کی بیگانگی اور سرد پن کو دیکھتی رہی پھر منہ پر ہاتھ رکھے پلٹ کر یوں وہاں سے بھاگ گئی۔ جیسے اس کے سامنے خود پر ضبط کھونے سے خائف ہو۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہاری یہ خواہش میں دل و جان سے پوری کردوں گا سوئٹ ہارٹ، انابیہ سے جھگڑے کی کیا ضرورت تھی، اتنی معصوم ہے وہ نازک سا دل ہے جسے تم نے کتنی بری طرح سے دکھایا ہے۔''

دانیال جو تب سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے بہت سکون سے اسے تک رہا تھا انابیہ کے باہر جاتے ہی جیسے تاسف سے بولا۔ حرم نے گردن موڑ کر نفرت زدہ نظروں سے مگر غصیلے انداز میں اُسے دیکھا تھا۔

''ہاں..... وہ معصوم بھی ہے اور نازک بھی، بری تو میں ہوں سارا قصور بھی میرا ہے۔'' وہ جیسے خود پر کنٹرول کھو کر چیخ پڑی تھی۔ جواباً مجال ہے جو دانیال کے سکون و اطمینان میں کوئی فرق آیا ہو اس پر متضاد گہری ہوتی مسکان، جس نے صحیح معنوں میں حرم کو آگ لگا دی تھی۔

''ہاں نا..... تمہارا ہی قصور ہے سو فیصد تم نے ہی تو اپنے حسن کے جال میں ایسے پھنسایا مجھے کہ میرے پاس کوئی چارہ نہ رہا تم سے شادی کے علاوہ، کیا کرتا، تم ایسے ہاتھ بھی کہاں لگتی تھیں۔'' دانیال کے انداز میں بے نیازی تھی۔ یہ بھی گویا ایک نیا الزام عائد ہوا تھا اس کی ذات پر، جبکہ وہ تو پہلے ہی اپنی ذات کی عدالت میں مجرم ٹھہری تھی۔

''تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم یہاں سے فی الفور چلے جاؤ دانیال ورنہ.....'' بے بسی کا احساس اتنا شدید تھا کہ اس پر رقت طاری ہوگئی تھی۔ رخ پھیرتے ہوئے وہ بہتے آنسوؤں کو پونچھنے لگی۔

''ورنہ کیا.....؟ تم از خود رخصت ہو کر میرے کمرے میں آجاؤ گی؟ گڈ، پھر تو ایسا ضرور ہونا چاہیے۔'' اس کے لہجے میں تاؤ دلاتی مسکراہٹ اور ہنسی کا غلبہ تھا حرم کا جیسے دماغ گھوم کر رہ گیا۔

''مزار بنے گا تمہاری حسرتوں کا، ایسا میری زندگی میں ممکن نہیں۔ سنا تم نے، اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔'' اس نے پھنکارتے ہوئے اسے طیش سے ابلتے دماغ کے ساتھ دھکا دینا چاہا تھا مگر دانیال نے اس کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیے تھے۔

''امید پر دنیا قائم ہے زوجہ، کل تک تم مجھ سے شادی کی بات پر آپے سے باہر ہوتی رہی ہو۔ اب رخصتی پر یہ ری ایکشن ہے اک وہ دن بھی آئے گا جب تم نہ صرف میرے بچوں کی ماں ہوگی بلکہ مجھ سے محبت بھی کرو گی ہمیں یقین ہے وقت بدلے گا اور.....''

ہولے ہولے ہو جائے گا پیار لیے
ہولے ہولے ہو جائے گا پیار

اسے آنکھ مارتے ہوئے وہ اتنی بے ساختگی سے بولا تھا لہجہ کا اعتماد ایسا بھرپور تھا کہ کچھ لمحوں کو سہی مگر حرم بھی اُسے دیکھتی رہ گئی تھی۔ اس کی نگاہوں کے ارتکاز کو محسوس کر کے وہ شوخی سے ہنسا تھا۔ حرم نے جھلا کر ایک بار پھر رخ موڑ لیا تھا۔ دانیال کے ہونٹوں کی تراش میں بھرپور مسکراہٹ بکھرتی چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

ولیمے کے اگلے ہی دن وہ واپس آ گئی تھی۔ پھر باقی کے دن اس کے بہت اضطراب میں گزرے تھے۔ انہی دنوں شہریار کی آمد نے اسے مزید پریشان کر دیا کہ گھر میں اب باقاعدہ اس کی شادی کا تذکرہ چھڑنے لگا تھا۔ پھر جب ممی نے اس کی رائے جاننے کو اس سے بات کی تو اس کی ٹال مٹول پر انہیں حیرانی سے زیادہ غصے نے آن لیا تھا۔

''تم سے پوچھنا محض ایک فارمیلیٹی تھی حرم!

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ورنہ ہم جانتے تھے کہ تم دونوں اس رشتے سے کتنے خوش اور مطمئن ہو۔'' ان کے اعتراضات کے جواب میں وہ سر جھکائے اُن کی سکت سست سنے گئی تھی۔

''مجھے بتاؤ حرم! کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟'' ممی عاجز ہو کر اس سے استفسار کرنے لگیں تو حرم نے بھینچا ہوا سانس کھینچا تھا۔

''کوئی مسئلہ نہیں ہے ممی! بس مجھے کچھ تھوڑا سا وقت چاہیے۔'' اس کے جواب نے ممی کے ماتھے پر بل ڈال دیے تھے۔ انہوں نے بے حد ناراضگی سے اُسے دیکھا تھا۔

''ابھی بھی وقت چاہیے؟ مگر کیوں؟''

''میری تعلیم تو مکمل ہونے دیں۔'' حرم جھلانے لگی تھی۔ اسے ممی سے زیادہ دانیال پر تاؤ آرہا تھا۔

''شہریار تمہیں پڑھائی سے روکے گا نہیں۔ یہ فضول کے اعتراضات بس رہنے دو۔'' حرم نے اس وقت تو ہونٹ بھینچ لیے تھے۔ وہ جانتی تھی ممی سے اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں جبھی اس نے خود شہریار سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جبھی اس کا نمبر ڈائل کرلیا تھا۔

''مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے شیری۔'' رسمی سلام دعا کے بعد اس نے مقصد کی بات کی تھی۔ دوسری جانب غالباً شہریار مسکرایا تھا۔

''جی جناب بولیں۔'' اس کا لہجہ خوشگوار تھا۔ وہ ہمیشہ ہی حرم کو بے حد اہمیت سے نوازا کرتا تھا۔

''فون پر نہیں شہریار! یہ بات میں تمہارے سامنے کرنا چاہتی ہوں۔''

''او کے فائن! میں ایسا کرتا ہوں تمہارے ہاں آجاتا ہوں۔ اسی بہانے رُخ یار کا دیدار ہوجائے گا۔'' شہریار کا آئیڈیا بھی اُسے پسند نہیں آسکا تھا۔ جبھی پھر ٹوک دیا تھا۔

''میں ممی کے سامنے بات نہیں کرسکتی ہوں شہری۔ ہم کہیں باہر مل لیتے ہیں۔''

''مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ لیکن ایسی کیا بات ہے کہ تم اتنی راز داری برتنا چاہ رہی ہو؟'' شہریار واقعی اُلجھ گیا تھا۔ حرم نے گہرا سانس کھینچا۔

''تھوڑا ویٹ کرلو..... میں آرہی ہوں۔'' اس نے ملنے کی جگہ طے کر کے سلسلہ منقطع کیا اور اُٹھ کر تیار ہونے لگی۔

اسے شہریار کو ایگزام تک شادی کے معاملے کو روکنے پر آمادہ کرنا ہرگز مشکل ثابت نہیں ہوا تھا۔ شہریار ہمیشہ سے اس کی ہر بات کو بہت مقدم رکھتا آیا تھا۔ انہوں نے بہت خوشگوار موڈ میں کھانا کھایا تھا۔ تب شہریار اسے واپس چھوڑنے آرہا تھا جب سگنل پر گاڑی رُکتے شہریار کی کسی بات کا جواب دیتے حرم کی نگاہ کھڑکی سے باہر اُٹھ گئی تھی۔ گرے پجارو کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا دانیال انہی کی سمت متوجہ تھا۔ اس کے چہرے پر اتنی سنجیدگی تھی کہ حرم کو اس کی اس سنجیدگی سے خوف محسوس ہوا تھا۔ اسٹیئرنگ پر اس کے ہاتھوں کی گرفت میں اتنی سختی تھی کہ ہاتھ کی رگیں پھول گئی تھیں۔ حرم نے فی الفور نگاہ کا زاویہ بدل لیا۔ گاڑی سبک رفتاری سے آگے بڑھ گئی مگر وہ خود کو سنبھالنے سے قاصر رہی تھی۔ حرم نے بے اختیار سکھ کا سانس بھرا کچھ بعید نہیں تھا اس خردماغ آدمی سے کہ اُٹھ کر شہریار سے پنگا لے بیٹھتا۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے تو حرم کو یہی خوف لاحق ہوا تھا۔

شہریار سے اُس کی کیفیت چھپی نہیں رہ سکی۔

''کیا بات ہے حرم! تم اتنی پریشان کیوں ہورہی ہو؟'' اس کے چہرے پر لرزتے تاریک سایوں کو دیکھتا شہریار تشویش کا شکار ہوچکا تھا۔ حرم

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کو خود کو بہت سرعت سے سنبھالنا پڑا تھا۔

''نہیں ایسی بالکل بھی کوئی بات نہیں ہے۔''

اس نے زبردستی کی بشاشت خود پر طاری کی۔

شہریار مطمئن ہوا تھا یا نہیں البتہ اس نے حرم کو مزید سوال کر کے پریشان نہیں کیا تھا۔

☆.....☆.....☆

''میں ملنا چاہتا ہوں تم سے۔'' اسی شام دانیال نے اُسے کال کر لی تھی۔ اس کا لہجہ بے حد سرد محسوس ہوا تھا حرم کو، مگر اسے پرواہ کہاں تھی۔

''مگر میں تم سے ملنا نہیں چاہتی، بی کوز مجھے تم پر اعتماد نہیں ہے۔'' جواب میں وہ پھنکارنے لگی تھی۔

''مجھ پر اعتماد نہیں ہے یعنی اپنے شوہر پر؟ وہ کون تھا جس سے تم.....''

''کوئی بکواس مت کرنا دانیال..... ورنہ میں سر بھی پھاڑ سکتی ہوں تمہارا۔'' وہ چیخ اٹھی تھی۔

''یہ کام کرنے کو تم خود آؤ گی یا میں آجاؤں۔'' اس کا لہجہ ہنوز تھا۔ خفگی و سرد مہری چھلکاتا تند خیز،

''میں یہ حماقت نہیں کروں گی۔ تمہیں بھی کوئی ضرورت نہیں اس زحمت کی۔'' وہ جواباً تضحیک آمیز لہجے میں بولی تھی۔ دانیال کو غصہ سنبھالنا مشکل لگنے لگا۔

''کون تھا وہ.....؟'' وہ بولا تو اس کا لہجہ یوں بھنچا ہوا تھا جیسے خود پر بہت ضبط کر رہا ہو۔

''مائی فیانسی۔'' حرم کا لہجہ صاف چڑانے والا تھا۔ اور وہ چڑا بھی تھا۔

''یو نو حرمت بیگم! شوہر کی موجودگی میں فیانسی کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی۔'' وہ جیسے چیخ اٹھا تھا۔ حرم کو انوکھا سا لطف محسوس ہوا تھا اس کی بے بسی کو محسوس کر کے۔

''زبردستی کے شوہر میں گنجائش بھی نکلتی ہے اور ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے۔ تم جانتے ہو میں نے یہ بندھن ہمیشہ کے لیے نہیں باندھا تھا۔'' وہ بھی بدلحاظی پر اُتر آئی تھی۔ ویسے بھی اس کے خیال میں اب اسے دانیال سے خائف ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

''میں تمہیں اس بات کا بہت برا نتیجہ دوں گا حرمت! تم میری پہنچ سے باہر نہیں ہو بہر حال اور یاد رکھنا اب کی مرتبہ میں تم پر رحم نہیں کروں گا۔ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی۔ تمہارے پاس تو اپنی سچائی کی گواہی کا نکاح نامہ بھی نہیں ہے ناسو بی کیئر فل نیکسٹ ٹائم۔'' اپنی بات مکمل کر کے اس نے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔ حرم کا چہرا ایک دم سرخ ہو کر رہ گیا تھا بے بسی کی انتہا پر جا کر اس نے وہ ساری گالیاں بلا لحاظ دانیال کے نام کی تھیں جو اس وقت اسے یاد تھیں۔ شاید وہ اس خبیث انسان سے کبھی جیت نہیں سکتی تھی۔ یہ خیال الگ روہانسا کر رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

''تمہیں پتہ ہے کیا ہوا ہے میرے ساتھ؟'' چھٹیوں کے بعد اس کا انابیہ سے سامنا کالج میں ہی ہوا تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہی روہانسی ہو کر بولی تھی۔

''سوری..... مجھے چونکہ الہام نہیں ہوتے جبھی جو بھی ہوا تمہیں خود بتانا پڑے گا۔'' وہ آج کل جتنی بدمزاج ہو رہی تھی اس کی وجہ دانیال کی دھونس زبردستی تھی مگر یہ غصہ دانیال کے علاوہ ہر کسی پر نکل رہا تھا۔

''میری شادی ہو رہی ہے یار دانی کو پتہ نہیں کیا سوجھی ہے ایکدم سے شادی کی رٹ لگا دی ہے۔ میں نے لاکھ سر پٹخا کہ یہ فائنل ایئر مکمل ہونے دیں مگر سنتے ہی نہیں۔'' وہ کلستی بے بسی سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہہ رہی تھی۔ اور اسے سنتی اسے دیکھتی حرم ایک دم سے جیسے ماحول سے کٹ کر بے خیال سی ہوگئی۔

انابیہ اور بھی جانے کیا کچھ کہنے کے ساتھ اس سے بھی کچھ پوچھتی تھی مگر وہ ڈھنگ سے کسی بات کو نہ سن سکی نہ جواب دینے کے قابل خود کو پاتی تھی۔ اپنی کیفیت خود اس کی بھی سمجھ سے بالاتر تھی۔ ایسا کیوں ہو رہا تھا۔ یہ سب تو اس نے خود بھی چاہا تھا اس میں بھی شک نہیں تھا کہ وہ دانیال سے چھٹکارا چاہتی تھی۔ کچھ سمجھ نہ آنے پر اس نے جھنجلا کر دانیال کا نمبر ڈائل کر لیا تھا۔

''ہاں بولو حرمت......'' وہ اسے کبھی حرم نہیں کہتا تھا۔ اس کا پورا نام لیتا انداز میں کچھ ایسا انوکھا تو ضرور تھا جو ہر بار حرم کو چونکا دیا کرتا تھا۔

''تم انابیہ سے شادی کر رہے ہو؟'' اس کے لہجے میں سرد پن اتر آیا۔

''ہاں! تمہیں اعتراض؟'' جواباً وہ شریر انداز میں مسکرایا اور حرم نے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔

اس کی نگاہ میں وقت پلٹ کر پیچھے چلا گیا تھا۔ جب اس نے اس کے سوال کے جواب میں ایسا ہی انداز اختیار کیا تھا اور وہ جواب دے کر ہمیشہ کے لیے پھنس گئی تھی۔

''مجھے کیوں اعتراض ہوگا۔'' وہ تیکھے انداز میں کہہ کر کچھ کہنے ہی لگی تھی مزید کہ دانیال نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔

''یاد کرو میں تمہاری ہی خواہش کا احترام کر رہا ہوں۔'' اس کے انداز میں خفیف سی شرارت اُتر آئی۔ حرم کی آنکھیں جانے کیوں بھیگتی چلی گئیں۔

''میری خواہش تو یہ بھی ہے دانیال شاہ کہ تم مجھے آزاد کر دو۔''

''میں تمہاری اس خواہش پر بھی عمل پیرا ہو سکتا ہوں مگر شرط یہ کہ تمہیں میری اور انابیہ کی شادی میں شریک ہونا پڑے گا۔'' اس کے جواب نے حرم کو تپا کے رکھ دیا تھا۔ جبھی وہ بدلحاظی اور غصے سے بولتی چلی گئی تھی۔

''یہ بھول ہے تمہاری کہ اب میں تمہارے شیطانی جال میں آسانی سے پھنس جاؤں گی سمجھے تم۔'' وہ زور سے چیخی تھی۔ دوسری جانب غالباً دانیال مسکرا دیا تھا۔

''سمجھ گیا...... ویسے تم کیا سمجھتی ہو کہ یہ جال صرف گاؤں میں ہی پھینکا جا سکتا ہے تم پر؟'' وہ جیسے اسے زچ کر رہا تھا۔ حرم غصے میں پاگل ہونے لگی۔

''چوہا ہمیشہ اپنے بل پر ہی اکڑ سکتا ہے۔'' اپنے تئیں اس نے بڑی بھگو کے ماری تھی مگر سامنے دانیال تھا۔

''واضح رہے چوہا مگر شیر کی حکومت پورے جنگل پر ہوتی ہے۔ حرمت فاطمہ صاحبہ اب ہم آپ سے باضابطہ ملاقات آپ کے شہر میں کریں گے گڈ بائے۔'' اس نے خود سلسلہ منقطع کیا تھا۔ حرم توہین کے احساس سے جل اٹھی تھی۔

''یہ خبیث مجھ سے پتہ نہیں کس بات کا بدلا چکا رہا ہے۔'' اس نے فون پٹختے ہوئے سوچا تھا۔ اس کا موڈ ایک بار پھر بری طرح سے خراب ہو چکا تھا۔

☆......☆......☆

انابیہ کی شادی طے ہوئی تو وہ روتی دھوتی گاؤں روانہ ہوگئی تھی۔ اس سے شادی میں لازمی شریک ہونے کا وعدہ لے کر...... حرم نے اس کا دل توڑنا مناسب نہیں سمجھا تھا جبھی اپنے ارادے اس پر واضح نہیں کیے تھے۔ دن بہت تیزی سے گزرتے جا رہے تھے کہ اس روز اس کے سیل پر پھر دانیال کی کال آ گئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

''اب کیا تکلیف ہے تمہیں؟'' وہ چھوٹتے ہی اس پر برس پڑی۔

''تم شادی پر آ رہی ہو؟'' وہ سوال بھی عجیب دھونس بھرے انداز میں کر رہا تھا۔

''کس بات کی اکڑ ہے تمہیں، بات سنو..... اگر تم میری منت بھی کرو تو میں.....''

''سنو حرمت! میں کسی کی منت نہیں کیا کرتا، جو میرا دل چاہے میں ویسا کروایا کرتا ہوں تم گواہ ہو اس بات کی۔ شادی پر آنا نہ آنا تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ اک بات یاد رکھنا میں انابیہ سے شادی ضرور کر رہا ہوں مگر بیوی کا درجہ پہلے تمہیں دوں گا۔ بی کوز میری پہلی منکوحہ تم ہو۔ اور میں بڑا انصاف پسند آدمی ہوں۔'' حرم کو لگا تھا وہ بات کے اختتام پر مسکرایا ہے مگر حرم خود سرتاپا جھلس گئی تھی۔

''بہت زعم ہے تمہیں خود پر، مگر میں اس زعم کو خاک میں ملا دوں گی۔ انابیہ کے ساتھ تم کیسے رہتے ہو یہ تمہارا اور اس کا معاملہ ہے مگر مجھے تمہیں طلاق دینا ہوگی۔ اگر تم سیدھے سبھاؤ نہ مانے تو میں کورٹ جاؤں گی۔''

اس نے اپنے طور پر اسے دھمکایا مگر وہ خائف ہونے والوں میں سے ہی تو نہیں تھا۔

''تم اپنا ہر شوق پورا کر کے دیکھ لو..... اس بندھن سے آزادی تمہیں صرف میری موت کی صورت مل سکتی ہے۔'' جواب میں اس کا انداز خار کھایا ہوا تھا۔ حرم کا مارے جھنجلاہٹ کے برا حال ہو کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے پھر میری بددعا ہے تم کل کے مرتے آج مر جاؤ۔'' وہ اتنا ہی چڑ گئی تھی کہ بلا لحاظ کہہ گئی چند لمحوں کو دوسری جانب سناٹا چھایا پھر وہ اس کا چھت پھاڑ قسم کا قہقہہ سن کر اتنا جھنجلائی تھی کہ اس جھنجلاہٹ میں فون بند کر دیا تھا۔

(سوئٹ ہارٹ تمہاری ننھی منی بددعائیں تو شاید نہ لگیں مجھے، ایسا کرو اس سے پہلے کہ میرے بچے تمہاری گود میں آئیں تم مجھے قتل کروا دو، کیسا؟)

اگلے لمحے اس کا ٹیکسٹ حرم کے موبائل پر آ چکا تھا۔ جسے پڑھ کر اسے جانے کیا ہوا تھا۔ وہ ہاتھوں میں چہرا ڈھانپ کر بے کسی کے عالم میں سسکتی چلی گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

کالج سے واپسی پر وہ گیٹ سے باہر نکلی تھی اور بیگ سے گاڑی کی چابی ڈھونڈتی ہوئی پارکنگ کی سمت آ رہی تھی جب کوئی گڑی بہت غیر محسوس انداز میں اس تک آ کر رک گئی تھی۔ گاڑی کا دروازہ کھلا اور اگلے لمحے اسے گاڑی کے اندر کھینچ لیا گیا تھا۔ وہ سنبھلے بغیر منہ کے بل سیٹ پر گری۔ ابھی حواس بحال نہیں ہوئے تھے کہ دانیال نے اُسے احتیاط سے اس کی باہر لٹکتی ٹانگوں کو اندر کرنے کے بعد گاڑی کا دروازہ لاکڈ کر دیا تھا۔ حرم کا تو اسے دیکھ کر ہی حلق میں سانس اٹک گیا تھا۔ وہ محض پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

''خوشی سے سکتہ ہو گیا ہے یار؟'' وہ اس کی پتھرائی ہوئی کیفیت کو نشانہ بناتے ہوئے مضحکہ اُڑا کر ہنسا تو حرم کی آنکھوں کی سطح نم ہوتی چلی گئی تھی۔

''اس حرکت کا مقصد؟'' وہ سنبھل کر سیدھی ہوئی تو انداز لڑائی کا نہیں تھا۔ واضح شکست اُس کے ہر انداز سے عیاں تھی۔

''میرے نزدیک تمہاری ہر خواہش بہت اہم ہے۔ مجھے گوارا نہیں تھا کہ تم اپنے شوہر کو بزدل سمجھ کر شرمندہ ہوتی رہو۔'' کیسا لاپروا انداز تھا مگر حرم

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے اندر بے بسی گہری ہونے لگی تھی۔

''تم مجھے معاف نہیں کر سکتے ہو؟'' اس نے عاجزی وخوف کی کیفیت میں اُسے دیکھا۔

''تم نہیں آپ، شوہر کو تمیز سے مخاطب کرتے ہیں ورنہ بچوں پر غلط اثر پڑتا ہے۔'' اس پر ذرا برابر بھی جو اثر ہوا ہو۔

''کر دی خواہش پوری، اب مجھے جانے دو۔'' اس نے غصہ دبالیا تھا۔ وہ اُسے مشتعل کر کے معاملہ بگاڑنا نہیں چاہتی تھی۔

''تمہاری ہوئی ہے پوری، میری نہیں ہوئی۔'' اس کے جواب نے حرم کو سوالیہ انداز میں اسے دیکھنے پر مجبور کیا تھا اس۔ وہ کس قدر خباثت سے مسکرایا۔

''بھول گئیں؟ میری شادی میں آج صرف دو دن ہیں۔ میں چاہتا ہوں انابیہ سے پہلے تمہیں اپنی دلہن بنالوں۔'' حرم کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں خوف کا احساس بن کر اتری تھیں۔

''دیکھو دانیال تم.....!''

''اونہہ، تمیز سے، دیکھو نہیں دیکھیں، تم نہیں آپ او کے؟ اب کرو بات۔'' وہ اس کی تصحیح کر رہا تھا انداز میں اتنی لاپرواہی تھی اطمینان تھا کہ حرم کے اندر مارے غصے کے ابال اٹھنے لگے۔

''مجھے یہیں اُتار دیں.....'' اسے خود پر جتنا اس وقت جبر کرنا پڑ رہا تھا ساری زندگی میں ایسا وقت ایسی لاچاری اس پر طاری نہیں ہوئی تھی۔ دکھ اس کے اندر آنسو بن کر گرنے لگا۔

''تم ہمیشہ وہ بات ہی کیوں کرتی ہو حرمت جان کہ جو مجھے پسند آئے نہ میری خواہش کے مطابق ہو۔ آخر تم مجھے کب انڈر اسٹینڈ کرو گی؟'' وہ بسورا اٹھا تھا۔ اور طیش سے حرم کا برا حال ہونے لگا تھا۔

''آخر کیا چاہتے ہو تم؟'' اس نے کھا جانے والی نظروں سے اُسے دیکھا۔ ضبط اور برداشت کی حدیں بار بار ٹوٹتی تھیں۔ وہ تھا ہی اتنا ڈھیٹ اور بے حس.....

''پھر تم! آپ کہو اور تمہیں چاہتا ہوں۔ تمہیں ابھی تک اتنی سی بات سمجھ نہیں آئی۔'' وہ خفگی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ حرم کا دل اپنا سر پیٹ لینے کو چاہا تھا۔ اسی بحث وتکرار میں فراٹے بھرتی گاڑی اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچ چکی تھی۔ حرم نے جھٹکے سے گاڑی رُکنے پر چونک کر سامنے دیکھا۔ پوش ایریا میں یہ دو منزلہ بے حد خوبصورت سفید بنگلہ تھا۔ جس کی بیرونی دیواروں پر سکھ چین کی بیلیں لپٹی تھیں۔ سیاہ آہنی گیٹ کو دانیال نے خود نیچے اُتر کر کھولا تھا۔

''کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟'' وہ جیسے ہی گاڑی سے اترنے لگا۔ حرم نے اک خوف کی کیفیت میں مبتلا ہو کر یہ سوال کیا تھا۔

''بتا تو چکا ہوں یار..... دوبارہ سننا چاہتی ہو تو خیر میں تمہیں.....''

''دانیال..... میں شور مچادوں گی۔ بہتری اسی میں ہے کہ مجھے جانے دو۔'' خوف اس کے اندر سرد لہریں دوڑا رہا تھا۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اترنے لگی تھی کہ دانیال کے اس کوشش کو ناکام بنا دینے پر اس نے اپنی گھبراہٹ ظاہر کیے بغیر تنک کر کہا تھا۔

''یہ شوق بھی پورا کر لو۔ شرمندگی تمہارے حصے میں آئے گی۔ نکاح نامہ اس وقت بھی میرے پاس ہے۔ میں کوئی بھی کام پورے بندوبست سے کرنے کا عادی ہوں۔''

اس کے انداز میں جو کچھ تھا وہ حرم کے وجود میں اضطراب کی لہر دوڑا گیا تھا۔ وہ ایکدم سرد

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پڑ گئی تھی۔ اس کی مزاحمتی صلاحیتیں بھی جیسے بے کار ہو گئیں تھیں۔ جبھی دانیال بہت آسانی سے اندر تک لے آیا تھا۔ یہ گھر چھوٹا مگر خوبصورت انداز میں سجا ہوا شاندار لگ رہا تھا۔ دانیال اسے ہال کمرے میں لے آیا تھا۔ پھر مسکرا کر بالخصوص اُسے دیکھا۔

''ویلکم ٹو یور ہوم مسز دانیال شاہ!'' اس کے شوخ و شریر لہجے میں بے پناہ کھنک تھی۔ حرم نے خالی مگر نم ناک نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔

''میں تمہارا لائف اسٹائل جانتا ہوں جبھی تمہیں یہاں رکھوں گا اور انابیہ وہیں گاؤں میں سب کے ساتھ رہے گی۔''

اس کے دونوں ہاتھ اپنی پُرجوش گرفت میں لیتے ہوئے وہ دوستانہ مسکان سمیت بڑی اپنائیت سے کہہ رہا تھا۔ حرم اس قابل نہیں تھی کہ کوئی ردِعمل ظاہر کر سکتی۔ اس کے حواس سلب تھے صرف ذہن اسپارک تھا۔ اس پل وہ صرف اک بات سوچ رہی تھی وہ تھی اس سے کسی طور بھی چھٹکارا پانے کی تدبیر.....

''تم چاہو تو میں یہاں تمہارے فیانسی کو بھی بلا کر اپنا تعارف تمہارے حوالے سے پیش کر سکتا ہوں، بلاؤں؟'' وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر گویا حظ لینے والے انداز میں کہہ کر اس کے تاثرات تکنے لگا۔ حرم بے اختیار کھٹکی تھی اور سہم کر فی الفور سر کو نفی میں جنبش دینے لگی۔

''دیکھ لو یار پھر نہ کہنا میں بزدل ہوں اور ڈرتا ہوں۔'' اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

''مم..... مجھے پیاس لگ رہی ہے، پانی.....''

اس نے دانستہ بات ادھوری چھوڑ دی۔ اس کی نگاہ اس پل اوپر جاتے زینے پر تھی۔ وہ جان چکی تھی اب اسے کیا کرنا ہے۔ یہ طے تھا کہ وہ اس کے ہاتھوں کھلونا نہیں بن سکتی تھی۔ اس بار وہ موت کو بہت آسانی سے ترجیح دے سکتی تھی۔

''تم بیٹھو، لے کر آتا ہوں میں.....'' دانیال نے اسے کہنی سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا پھر اس کی سمت مسکراہٹ اچھالتا پلٹ کر دروازے سے نکل گیا حرم اسی انتظار میں تھی۔ اُٹھ کر زینے کی جانب بھاگی آٹھ سے دس اسٹیپ ہی وہ طے کر سکی تھی تب اپنے پیچھے دوڑتے قدموں کی آہٹ سن کر اس نے گردن موڑی تھی۔ اسی پل دانیال نے اسے کمر سے دبوچ لیا تھا۔ حرم کا دل اچھل پڑا۔

''چھوڑو مجھے.....'' وہ پوری قوت صرف کر کے اس کی گرفت سے نکلنے کو مچلی۔

''کہاں جا رہی ہو؟ خودکشی کرنے ہاں؟ جانتا تھا میں، تم یہی کرو گی مگر یہ سب اتنا آسان نہیں ہے سمجھیں۔''

''وہ حلق کے بل غرایا اور اسے یونہی دبوچ سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگا۔ حرم کے لیے اپنی یہ پوزیشن بے حد خفت و سبکی کے ساتھ شرمندگی کا بھی باعث تھی۔ جبھی کوئی پیش نہ چلتی دیکھ کر اپنے ناخنوں سے ہی اس کے بازو بھنبھوڑ ڈالے تھے۔ دوسری جانب وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتا رہا تھا۔

''تمہاری یہ حرکتیں مجھے صرف غصہ دلا رہی ہیں۔'' اسے صوفے پر پٹخ کر وہ اپنی بازو دیکھنے لگا جن پر گہری کھرونچوں کے نشان تھے۔

''مجھے جانے دو، ورنہ میں اس سے بھی زیادہ بری حالت کروں گی تمہاری۔'' اس نے اس دھینگا مشتی میں کھل کر بکھر جانے والے بالوں کو غصے میں پیچھے جھٹکتے ہوئے اندر کی تلخی باہر نکالی۔

''تم پچھتاؤ گی حرمت..... تم نے ابھی تک بس میری محبت دیکھی ہے۔'' وہ اس پل چڑچڑا ہو چکا تھا۔ حرمت کی نگاہ ٹیبل پر موجود فروٹ کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نوکری کے ساتھ رکھی چھری پر پڑیں چھوٹے پھل والی تیز دھار چھری، اس نے لپک کر وہی اٹھالی تھی۔

''تم مجھے جانے دو گے کہ نہیں؟'' اس کی آنکھوں میں اس پل اتنی خوفناک چمک تھی کہ دانیال تمام تر جی داری کے باوجود خائف ہوگیا تھا۔

''یہ چھری مجھے دو حرمت۔'' اس نے اب کے اسے پیار سے ڈیل کرنا چاہا۔ ساکا طیش خطرناک ثابت ہوسکتا تھا۔

''میں تم سے پوچھ رہی ہوں تم مجھے واپس جانے دو گے کہ نہیں۔'' حرم کی آنکھوں میں خون اُترنے لگا۔ وہ چھری اس کی آنکھوں کے آگے لہرا کر بے خوف انداز میں چیخی۔

''نہیں، آج تم ایسے نہیں جاؤ گی، میں تمہیں ایسے نہیں جانے دوں گا، سنا تم نے۔'' دانیال نے اس کے اس ہاتھ پر جھپٹا مارا تھا جس میں چھری تھی۔ حرم کو اس سے یہ توقع نہیں تھی پیچھے ہٹنے کی کوشش میں وہ سر کے بل گری اور اس سے چھری چھیننے کی کوشش کرتا ہوا دانیال اس سے کچھ فاصلے پر مگر دانیال نے یہ فاصلہ بہت سرعت سے سمیٹ دیا۔ اب صورت حال یوں تھی کہ ایک چھری دونوں کے ہاتھ میں تھی۔

دستے کی جانب سے حرم کے ہاتھ میں اور دوسری جانب سے دانیال کے، دانیال کا ہاتھ زخمی ہو رہا تھا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا اس پل وہ ہر صورت یہ مہلک ہتھیار حرم سے چھین لینا چاہتا تھا جس سے وہ خود کو نقصان پہنچانے کے درپے تھی۔ دانیال اس کی آنکھوں میں جو کیفیت دیکھ چکا تھا وہ اسے خائف کر چکی تھی۔ وہ ضدی تھی اور ضد میں اُسے نقصان کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ حرم کے ایک زوردار جھٹکے کے نتیجے میں دانیال کے ہاتھ پر گہرا کٹ لگا تھا اک کراہ کی صورت اس کی گرفت جیسے ہی ڈھیلی پڑی۔ چھری پر حرم کا قبضہ ہوگیا۔ دانیال کو یہی گوارا نہیں تھا۔ حرم نے جتنی تیزی سے اٹھنا چاہا دانیال نے اسی قدر بے صبری اور افراتفری کی کیفیت میں اسے قابو کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہی وہ غلطی تھی جس کی خطرناکی کا دونوں کو اس لمحے اندازہ نہیں رہا تھا۔ اس کھینچا تانی میں چھری پوری قوت سے دانیال کے پہلو میں لگی تھی۔

پھر صرف وہی ایکدم ٹھنڈا نہیں پڑا تھا حرم کا بھی جوش وخروش جاتا رہا۔ چھری ہنوز دانیال کے جسم میں پیوست تھی اور خون کسی فوارے کی طرح پھوٹنا سرعت سے اس کے لباس کو رنگین کرنے کے بعد اب گلابی کارپٹ کو بھگو رہا تھا۔ دانیال نے ساکن نظروں سے متاثرہ جگہ کو دیکھا پھر ہونٹوں کو سختی سے بھینچتے ہوئے چھری کو دستے سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے کھینچا اور سائیڈ پر پھینک دیا۔ زخم کا منہ کھلتے ہی خون کے اخراج میں بھی مزید روانی اور شدت آ گئی۔ دانیال کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار تھے تمام تر ضبط کے باوجود، پسینہ موٹی بوندوں کی صورت اس کے چہرے پر ابھر آیا تھا۔

''دانیال..... انھیں ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔'' معاً اس پل حرم کا سکتہ بھی ٹوٹ گیا۔ اسے جیسے ہی صورتحال کی سنگینی کا احساس ہوا تھا وہ لپک کر دانیال کے قریب آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانے کی کوشش کی تھی۔

''تم جاؤ یہاں سے، یہی چاہتی تھیں نا تم کہ میں تمہیں جانے دوں۔ اب راستہ صاف ہے، چلی جاؤ۔'' دانیال نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بھینچی ہوئی مگر سرد آواز میں کہا تھا۔ وہ ہنوز اس انداز میں نیم دراز تھا جیسے اسے یہ زخم آیا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی کبیدگی کے آثار تھے اور انداز میں حد درجہ بے رخی، حرم نے پہلے حیرانی سے پھر کسی قدر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خوف کے عالم میں اُسے دیکھا۔

''کیا مطلب؟ آپ ڈاکٹر کے پاس نہیں جائیں گے؟'' اس کے لہجے میں استعجاب نہیں خوف کی بھی کیفیت تھی۔ اس کا تیزی سے ضائع ہوتا ہوا خون حرم کی جان پر بنا چکا تھا۔

''یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے، تم چلی جاؤ یہاں سے۔'' دانیال کے انداز میں سرد مہری کچھ اور بڑھی تو حرم خائف ہونے لگی تھی۔

''میں قسم کھا سکتی ہوں، میں نے آپ کو نہیں خود کو نقصان.....''

''میں جانتا ہوں بتانے کی ضرورت نہیں ہے.....'' وہ ضبط کھو کر چیخا تو چہرے پر تکلیف کے رنگ گہرے ہو گئے تھے۔ جس طرح اس نے دانت بھینچے تھے وہ اندازہ کر سکتی تھی کہ تکلیف برداشت کرنے کی کوشش میں ہلکان تھا۔ حرم اضطرابی کیفیت میں اس کے پاس آ کر گھٹنوں کے بل جھکی۔

''آپ کا زخم بہت گہرا ہے، ضد کیوں کر رہے ہیں۔''

''جتنا بھی گہرا ہے مگر مروں گا نہیں اس سے، وہ چھری اٹھاؤ اور.....''

''دانیال! فار گاڈ سیک.....!'' پتہ نہیں کس جذبے کے تحت اس نے دانیال کے ہونٹوں پر اپنا سبک سا ملائم ہاتھ رکھ دیا تھا۔ پھر دوڑ کر صوفے تک آئی اور اپنے بیگ سے سیل فون نکال کر کچھ نمبر پُش کیے تھے اور ڈاکٹر سے کنسلٹ کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

''حرمت یہ گاڑی کی چابی اٹھاؤ اور اب واپس چلی جاؤ۔'' جس وقت اس نے ڈاکٹر کو ایڈریس سمجھا کر فون بند کیا دانیال نے گاڑی کی چابی اس کی جانب پھینک کر کہا تھا۔ حرم نے جیسے سنا ہی نہیں۔ سیل فون واپس رکھا اور اس کے نزدیک آ گئی۔

''اٹھیں وہاں بیڈ پر چلیں۔'' حرم نے اسے سہارا دینا چاہا تھا۔ دانیال اس کا ہاتھ جھٹکتا خود اُٹھ گیا۔ زخم سے ہنوز بھل بھل خون بہہ رہا تھا بیڈ پر جانے کی بجائے وہ صوفے تک آیا تھا اور بیٹھنے سے قبل شرٹ اتاری تھی۔ حرم نے پھر اس کی مدد کی کوشش کی۔ دانیال نے پھر اسے جھڑکا تھا۔

''یہ پولیس کیس بن چکا ہے۔ احمق لڑکی میں کہہ رہا ہوں نا دفع ہو جاؤ یہاں سے۔'' وہ اس کریٹیکل سچویشن میں بھی غصے پر قابو نہیں رکھ سکا تھا۔ حرم نے ایک نظر اسے دیکھا ضرور تھا البتہ برا ماننے کی شاید ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔

''زخم خطرناک تو نہیں ہے ڈاکٹر؟'' ڈاکٹر جس وقت اسے ٹریٹمنٹ دے چکا۔ حرم نے کسی قدر پریشانی کے عالم میں سوال کیا تھا۔

''خطرناک تو ہے چونکہ گہرا ہے تو ظاہر ہے احتیاط کی بھی ضرورت ہے۔ اندر اسٹیچنگ ہوئی ہے، آپ اِن کی.....؟'' ڈاکٹر نے پیشہ وارانہ انداز میں جواب دیتے اچانک سوال کر لیا تھا۔

''واقف ہوں اُن کی، احتیاط کس قسم کی؟ کیا چلنا پھرنا بھی نہیں چاہیے انہیں۔'' وہ پوری توجہ سے ڈاکٹر سے بات چیت میں مصروف تھی۔ اس نے بلا جھجک کہہ دیا تھا کہ ان کے جھگڑے میں یہ زخم دانیال کو آیا تھا۔ دانیال بس گنگ سا اُسے تکتا چلا گیا تھا۔ آج اس کی ہر ادا ہر حرکت نے اسے متحیر نہیں کیا تھا۔ بہت گم صم بھی کر ڈالا تھا۔

☆.....☆.....☆

کیوں کر رہی ہو یہ سب کچھ تم؟'' اگلے دن جب وہ پھر اس کے پاس پہنچ گئی اور اسے اپنے ہمراہ لایا ناشتہ کرنے پر اصرار کر رہی تھی۔ دانیال

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے اسے دیکھتے ہوئے اہم سوال کر دیا تھا۔ وہ کل کی طرح کنفیوژ نہیں ہوئی اور فوری گھڑا گھڑا سا جواب دے دیا۔

''انسانی ہمدردی کے تحت۔'' دانیال کی نظروں میں البتہ ضرور کل سے زیادہ تلخی اور برہمی چھلک پڑیں تھی۔

''مجھے اس کی ضرورت نہیں جا سکتی ہو تم اس ہمدردی کے ساتھ۔'' اس کا بڑھایا جوس کا گلاس ہاتھ مار کر گراتے ہوئے وہ بپھر سا گیا تھا۔ کل وہ اسے اس حالت میں چھوڑ کر جانے میں بھی پس و پیش سے کام لے رہی تھی۔ حالانکہ دانیال اسے بھیجنے پر مصر تھا۔ یہ کایا پلٹ بھی عجیب تھی۔ اگر اس پر غور کیا جاتا تو.....

''اس وقت آپ کو اکیلا چھوڑنا خطرناک ہے۔ میں ممی سے کہہ دیتی ہوں کہ فرینڈ کی طرف ہوں۔'' حرم نے بہت آرام سے کہہ کر تائیدی نظروں سے اُسے دیکھا تو جواب میں اس کی خفگی سہنی پڑی تھی۔

''میرے لیے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں، سمجھیں تم؟''

''مجبوری ہے، آپ کو اس طرح بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔'' اس نے جواباً کاندھے اُچکا کر بے نیازی کا تاثر دینا چاہا تھا مگر دانیال کی نظروں میں کتنے سوال اُمڈ آئے تھے۔

''ایسا کیوں کر رہی ہو تم؟ کس جذبے نے مجبور کیا ہے تمہیں؟'' اور حرم ایک دم کنفیوژ ہو کر رہ گئی تھی۔ یہ تو شاید اُسے خود بھی نہیں پتہ تھا۔

''دیکھیں دانیال آپ میری وجہ سے زخمی ہوئے ہیں۔ میں گلٹی فیل کر رہی ہوں اور انسانی ہمدردی کا یہ تقاضا ہے۔''

☆.....☆.....☆

''مجھے تمہاری اس ہمدردی کی ضرورت نہیں تم جا سکتی ہو۔'' اور حرم اسے قائل کرنے کی اپنی سی کوشش کر کے ہاری تو ہتھیار ڈال دیے تھے۔

''بہت ضدی ہیں آپ۔'' اس نے بہت چڑ کر کہا تھا۔

''شکر ہے جوس تھا، تیزاب نہیں۔ ویسے اگر آپ کو یہ غصہ میرے جواب پر آیا ہے تو آپ کی حالت کے پیش نظر میں ہمدردی میں ہی غلط بیانی کرنے پر بھی تیار ہوں مثلاً یہ کہ مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے؟'' اس کے انداز میں شرارت کا رنگ نمایاں تھا اور آنکھیں بھرپور شوخی سے چمکتی تھیں۔ دانیال کی جھنجلاہٹ اسی لحاظ سے بڑھی تھی۔

''اب اگر تم نے کوئی فضول بکواس کی تو میں یہ بوتل تمہارے سر پر دے ماروں گا۔'' اس نے ناشتے کی ٹرے سے جام کی بوتل اُٹھا کر غصیلے اور چڑچڑے انداز میں کہا تھا۔ حرم نے ڈرنے کی اداکاری کی تھی۔ دانیال نے ہونٹ بھینچے کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر وہیں لیٹ کر آنکھوں پر بازو رکھ لیا تھا۔ حرم نے ٹشو کی مدد سے جوس کو بیڈ کی چادر سے صاف کرتے اسے دیکھا تھا۔ اس وقت وہ صرف جینز اور بنیان میں ملبوس تھا۔ ہلکی بڑھی شیو میں اپنے اونچے پورے ڈیل ڈول کے ساتھ وہ اچھا خاصا وجیہہ لگ رہا تھا۔ یہ بات تو متعدد بار حرم نے بھی محسوس کی تھی کہ حرم سے ملنے کے بعد اس سے دھیرے دھیرے دیہاتی پن کی چھاپ اترتی چلی گئی تھی۔ لباس سے لے کر گفتگو کے انداز تک وہ ہر لحاظ سے نئے رنگ میں ڈھلا تھا۔ تو کیا اس کی خاطر.....؟'' اس کا دل پہلی بار انوکھے انداز میں دھڑکا۔

''اتنا برا بھی نہیں ہے، اگر گنجائش نکالی جائے تو۔'' اس نے ایک بار پھر اسے جانچتی نظروں سے دیکھا اور گہرا سانس بھرا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اگر آپ میرا جائزہ مکمل کر چکی ہوں تو وہ تکیہ اُٹھا کر سر کے نیچے رکھ دیں۔ آئی تھنک آپ یہاں میری تیمارداری کو تشریف لائی ہیں۔'' اس کی طنزیہ آواز پر وہ صرف اپنی جگہ پر اچھلی نہیں تھی۔ خفت زدہ بھی رہ گئی۔ وہ اتنا بے خبر بھی نہیں تھا جتنا وہ سمجھ کر یہ حماقت کر رہی تھی۔

''خوش فہمی اچھی چیز ہے۔ بسا اوقات انسان کو جلدی صحتمند بھی کر دیتی ہے۔'' اس نے تکیہ اس کے سر کے نیچے رکھتے ہوئے صرف اپنی خفت نہیں مٹائی ایک طرح سے اپنی پوزیشن بھی کلیئر کی تھی۔ مگر وہ تکیہ رکھ کر فاصلہ پھر سے نہیں بڑھا سکی۔ اس کی کلائی دانیال کے مضبوط ہاتھ کی سخت گرفت میں جا چکی تھی۔

''اس ساری جاں کاہی کا مطلب..... تمہیں میری صحت سے کیا لینا دینا۔'' اس کے لہجے سے ہی نہیں نظروں سے بھی آنچ آنے لگی۔ حرم کو اپنا آپ اس پل عجیب آزمائش سے دوچار لگا۔

''آپ شاید بھول چکے ہیں۔ کل آپ کی شادی کی تقریبات اسٹارٹ ہو رہی ہیں۔ انابیہ بہت اہم ہے میرے لیے۔'' اسے بروقت جواب سوجھ گیا تھا جو اس کے خیال میں بہت مناسب بھی تھا۔

''صرف انابیہ؟'' وہ اسے بغور تک رہا تھا۔ جیسے پتہ نہیں کیا خاص سننے کا خواہش مند ہو۔

''ہاں تو اور کیا؟'' معاً وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کے ہنسی تھی۔

''آپ کا خیال تھا میں آپ کو کہوں گی؟'' دانیال کی آنکھوں میں جلن اترنے لگی۔

''تم جانتی ہو میں نے یہ نکاح کیوں کیا تم سے؟''

''انتقام پورا کرنے کو اور کس لیے، عورت کو ہمیشہ دبانے والے اور اپنی غلامی میں دیکھنے والے مغرور انسان کو میرا اعتماد اور بے نیازی یا دوسرے لفظوں میں آپ کی ذات میں دلچسپی نہ لینے کے انداز نے توہین کے احساس سے دوچار کر دیا تھا۔''

اپنے احساسات بیان کرتے اس کا گلا بھرانے لگا تھا۔ دانیال نے ایک دم سے ہونٹ بھینچ لیے۔

''میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا۔ چاہے تم جو مرضی کر لو۔'' کچھ تاخیر سے وہ بولا تو سابقہ کیفیت سے نکل کر پھر روڈ ہو چکا تھا۔

''اور میں بھی تمہیں ایکسپیٹ نہیں کروں گی۔ چاہے تم ساری زندگی مجھے آزاد نہ کرو۔'' کچھ دیر اس کی سمت غصیلی نظروں سے تکتے رہنے کے بعد وہ طیش کے عالم میں کہتے ایک جھٹکے سے اٹھنے لگی تھی کہ دانیال نے ایکدم سے اپنا بازو اس کے اوپر رکھ دیا وہ توازن کھو کر ایک طرح سے اس کے اوپر گری تھی اور حواس باختہ سی ہو کر اُسے تکنے لگی۔

''ابھی انتقام پورا ہوا ہے نہ ہی تمہیں برباد کر دینے کی خواہش، مقصد تمہارا غرور توڑنا تھا تو پھر تمہیں اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دوں گا۔ تمہیں ہمیشہ میرے ساتھ ہی رہنا ہوگا۔ خوشی سے رہو یا ناخوشی سے تمہاری مرضی۔'' اس کے لہجے میں سرد گمراہ در آئی تھی۔ بات کے اختتام پر اس نے اتنی درشتی سے اسے جھٹک کر خود سے دور ہٹایا تھا کہ وہ جو منجمد حواسوں کے ساتھ ایک طرح سے سناٹے میں گھری ہوئی تھی اس درجہ توہین آمیز سلوک پر جیسے بکی سے جل اٹھی تھی۔ اس کے اندر غضب کا ابال اور نفرت امڈی تھی مگر گلے میں اترے آنسوؤں کے گولے نے کچھ بولنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

''میں چاہوں تو تمہیں انابیہ سے شادی سے پہلے اپنے ساتھ زبردستی لے جاؤں مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔ اپنی شادی کے بعد تمہیں حاصل کر کے میں تمہارے رہے سہے غرور کو بھی خاک میں ملاؤں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گا۔ تم پہلی نہیں دوسری بیوی کہلاؤ گی۔'' وہ اسی شدت پسندی اور نخوت سے کہہ رہا تھا۔ حرم سے وہاں مزید ٹھہرا نہیں گیا جبھی وہ وہاں سے بھاگ آئی تھی۔ مگر کسی جگہ کو چھوڑ دینے سے حالات سے نظریں چرا لینے سے حقیقت نہیں بدلا کرتی قسمت نہیں بدلا کرتی۔

زندگی پر جیسے کوئی جمود چھا گیا تھا۔ وہ ہر چیز سے بے زار رہنے لگی تھی۔ ممی اس کے بدلے مزاج پر حیران ہوا کرتیں۔ اسے قطعی سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ ایسا کیا کرے کہ اس ساری مصیبت سے جان چھڑا لے۔ اس دوران وہ جتنی بار بھی شہریار سے ملی اندر زیاں کا احساس گہرا ہو کر اسے روہانسا کرتا چلا گیا۔ دانیال نے خود کو اتنا اسٹیبلش بنا لیا تھا اتنا مین ٹین ہو کر بھی وہ شہریار کے پاسنگ نہیں لگتا تھا۔ شہریار تو گویا کوئی شہزادہ نظر آتا تھا۔ شاندار باوقار اور بے حد خوبرو، اس کے ہر انداز میں متانت اور دلکشی تھی۔ جبکہ دانیال کی بدمزاجی اکھڑ اور جہالت اس کے کسی نہ کسی انداز سے عیاں ہو ہی جایا کرتی تھی۔ اس کا دل اتنا جلا ہوا تھا کہ خود تو دانیال سے کیا رابطہ کرنا تھا اس کے فون کرنے پر بھی کال پک نہیں کرتی تھی مگر اس دن وہ ڈھیٹ بن گیا تھا تو حرم نے سیل آف کرنے کے بجائے فون پک کر لیا تھا۔

''دماغ کیوں خراب ہو گیا ہے تمہارا؟'' وہ چھوٹتے ہی برسا تھا۔

''میں بات بھی نہیں کرنا چاہتی تم سے، طلاق دو مجھے ورنہ میں آج شہریار سے بات کر رہی ہوں۔'' اس نے غصے میں آؤٹ ہوتے کہا تھا۔ دوسری جانب یکلخت سناٹا چھا گیا تھا۔

''مجھے تمہیں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر پہلے میں انابیہ کو طلاق دوں گا۔'' اس کے الفاظ نے حرم کو جیسے بھڑکتے الاؤ میں ڈال دیا تھا۔ غم و غصے کی کیفیت نے اُسے نیم پاگل سا کر دیا۔ وہ جان سکتی تھی دانیال نے اتنی کمینگی کا مظاہرہ کیوں کیا تھا۔ انابیہ کا اس سے ٹیلی فون پر رابطہ تھا۔ وہ نہ صرف ہر قسم کے حالات سے بے خبر تھی جبھی ہمیشہ کی طرح اپنا دکھ اب ابھی اسی سے شیئر کرتی تھی۔ دانیال کی بے رخی نے اسے اندر سے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ ابھی کل رات ہی وہ فون پر روتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھی۔

''شادی کے محض ایک ماہ بعد ہی ہر کوئی مجھ سے بچے کے متعلق سوال کرنا شروع ہو گیا ہے حرم! مجھے سمجھ نہیں آتی کیا جواب دوں۔ دانی کا مجھ سے ایسا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتی اگر وہ مجھے اتنا ناپسند کرتے تھے تو پھر مجھ سے شادی کیوں کی تھی۔'' کتنی تڑپ اور لاچاری کا احساس تھا اس کی آواز میں، حرم کو لگا تھا کسی نے اسے کند چھری سے ذبح کرنا شروع کر دیا ہو۔ دانیال اس حد تک گھٹیا ہو گا اسے ہرگز بھی اندازہ نہیں تھا۔ اس نے بے ماہرانہ انداز میں یہ چال چلی تھی اور اسے ہر لحاظ سے چت کرنا چاہا تھا۔ جبھی وہ دانیال سے بات کرنے پر مجبور ہوئی تھی کہ اس کے خیال میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔ اس سے انابیہ کا کرب سہا نہیں جا رہا تھا۔

''تم انابیہ کو طلاق نہیں دو گے وہ محبت کرتی ہے تم سے.....'' وہ چیخ پڑی تھی دوسری جانب اس نے ہنسی بھی نہیں چھپائی تھی پھر بڑی بے نیازی سے بولا تھا۔

''یہ سزا اسے میں نہیں تم دے رہی ہو۔''

''میں دے رہی ہوں؟'' وہ حق دق رہ گئی۔

''تم طلاق لو گی تو پہلے اُسے ملے گی اگر تم مجھے اپنی ذات سے خوشی نہیں دے سکتی تو میں اسے نہیں دے سکتا۔ محبت میں محرومی میرے حصے میں کیوں آئے۔'' وہ رکھائی سے بولا تو حرم اس کی بات کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گہرائی کو سمجھے بغیر اس پر الٹ پڑی تھی۔

''تم ہو ہی گھٹیا اور کمینے.....'' وہ چیخنے لگی تھی۔

''تم تو ہو نا اعلیٰ ظرف اور بلند حوصلہ دے دو انابیہ کے لیے قربانی۔ بہت محبت کرتی ہو نا اس سے۔'' جواباً اس کا ضبط چھلک گیا تھا اور وہ اسے بے دریغ برا بھلا کہنے لگی تھی۔ دانیال خاموشی سے سنتا رہا تھا۔ پھر جب وہ بولا تو لہجے میں اتنی قطعیت تھی کہ جس نے حرم کو روہانسا کر ڈالا تھا۔

''ایک بات ہمیشہ کے لیے سن لو حرمت بیگم انابیہ کو اس کے حقوق صرف اس صورت میں ملیں گے اگر تم رخصت ہو کر میرے پاس آؤ گی دوسری صورت میں وہ عمر بھر یونہی رہے گی۔ میں اک اور شادی کرلوں گا۔ بانجھ وہ مشہور ہوگی۔ میرا کچھ نہیں جائے گا بچے نہ ہونے کی صورت میں میرے پاس شادی کرنے کا جواز ہوگا۔'' اس کے سفاک الفاظ نے حرم کو گنگ کر ڈالا تھا۔ دانیال نے مزید کچھ سنے بغیر رابطہ منقطع کر ڈالا۔ حرم عجیب سی وحشت میں گھر گئی تھی۔ اسے اپنا آپ اتنا عزیز تھا کہ وہ انابیہ کی خاطر بھی اپنی زندگی اس جہنم میں نہیں جھونک سکتی تھی۔ یہ طے تھا وہ اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی سرکنے کو تیار نہیں تھی۔

☆.....☆.....☆

''تم۔''

انابیہ کو غیر متوقع طور پر سامنے پا کر وہ ششدر رہ گئی تھی۔ اس نے بینک جانا تھا جبھی تیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر آئی تو انابیہ کو ملازمہ کے ہمراہ اسی سمت آتے دیکھ کر اس نے اچنبھے میں گھر کر سوال کیا تھا۔

''میں نے سوچا تمہیں تو میرا خیال نہیں آئے گا میں خود تمہیں اپنی یاد دلا آؤں۔'' انابیہ اس کے ہمراہ کمرے میں آ کر مسکراتے ہوئے بولی مگر اس کی مسکراہٹ میں واضح پھیکا پن تھا۔

''تمہارے شوہر نے تمہیں آنے دیا؟'' حرم اس دوران خود کو سنبھال چکی تھی جبھی رسان سے مگر طنز آمیز لہجے میں سوال کیا۔ حالانکہ اس کے اندر خدشات جنم لینا شروع کر چکے تھے۔ انابیہ کا وہاں آنا بھی دانیال کی کوئی سازش ہو سکتی تھی۔

''سچ پوچھو تو میرے شوہر نے ہی مجھے بھیجا ہے۔'' انابیہ کے تھکے ہوئے انداز میں دیے جواب نے حرم کو ایکدم سے الرٹ کر دیا تھا۔ انابیہ کی نگاہوں میں کچھ ایسا تھا جو غیر معمولی تھا۔ وہ کھٹک سی گئی بلکہ خوفزدہ نظر آنے لگی۔

''کیا مطلب.....؟'' اس کے سوال کے جواب میں انابیہ کی خاموش نظروں میں ہزار شکایتیں اُتر آئیں۔

''حرم تم سمجھتی ہو کہ یہاں مطلب پوچھنے کی ضرورت ہے۔ یہ بتاؤ اگر میں تم سے کچھ مانگوں تو دو گی۔'' وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ حرم کا دل دھک سے رہ گیا۔

''تمہیں یاد ہے حرم ایک بار تمہیں میرا سونے کا بریسلیٹ پسند آ گیا تھا۔ وہ میں نے تمہیں دے دیا تھا۔ تمہیں میرا پرس اچھا لگا تھا تو میں نے خوشی خوشی وہ بھی تمہیں سونپ دیا۔ یہ بہت معمولی چیزیں تھیں حرم جنہیں تمہیں دیتے مجھے گمان تک نہ تھا کہ ان کے بدلے میں تم سے تمہاری سب سے پیاری چیز یعنی تمہاری ذات کو تم سے مانگنے آؤں گی۔ مجھے معاف کر دینا حرم میں بہت کم ظرف ثابت ہوئی ہوں۔'' اپنی بات مکمل کیے بغیر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی تھی۔ حرم کا چہرا فق تھا وہ جیسے سکتے میں آ گئی تھی۔

''میری عزت، میری گرہستی میری ساری زندگی کی خوشیاں تمہاری اک ہاں کی منظر ہیں۔ مجھے اعتراض ہے اپنی اس غلطی کا، میں اس مذاق پر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ناوم ہوں حرم جو تمہارے لیے مہک ثابت ہو چکا ہے۔ تمہیں میری وہ خواہش بددعا بن کر لگ چکی ہے۔ دانیال میرے منگیتر میرے شوہر ہوتے ہوئے بھی میرے نہیں ہیں وہ تمہارے خواہش مند ہیں۔ ہر صورت، ہر حال میں ورنہ وہ اس ضد میں سب کچھ برباد کر ڈالیں گے اور اس بربادی میں سب سے زیادہ نقصان میرا ہوگا۔''

وہ یونہی زار و قطار روتے ہوئے کہہ رہی تھی اور حرم کو لگا تھا جیسے فضا میں ایکدم آکسیجن کی کمی ہوگئی ہو۔ ہر سمت حبس تھا اور تاریکی اس وقت وہ بادشاہ تھی اور انابیہ شاہ سوالی..... وہ اس سوالی کو خالی نہیں لوٹا سکی اس کا دامن بھر کے اس نے خود کو خالی کرلیا تھا۔ وہ جس نے ہمیشہ اپنی ذات کو اہمیت دی تھی اسے زندگی کے اس اہم مقام پر آکر اپنی ذات کو نظر انداز کرنا پڑا تھا۔ اپنی خوشی کی بجائے کسی کی خوشی کو اہمیت دینا پڑی تھی۔ تو اندر جیسے زندگی مر سی گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

پھر ہمیشہ کی طرح اسی کی مانی گئی ممی کی مخالفت خفگی اور ناراضی ایک طرف مگر اس نے دانیال سے شادی پر انہیں اتنا مجبور کر دیا کہ ممی نے خفگی سے ہی سہی مگر اسے دانیال کے ساتھ رخصت کر دیا تھا۔ خوش تو وہ خود بھی نہیں تھی مگر اسے اتنا یقین ضرور تھا کہ ممی کو وہ بعد میں راضی کر لے گی مگر یہ اس کا خام خیال ثابت ہوا تھا۔ ممی کی ناراضگی شدید غصے میں ڈھل چکی تھی۔ وہ اس سے ملنے سے بھی گریزاں رہنے لگی تھیں۔ دوسری جانب دانیال تھا اپنی فتح پر شاداں و فرحاں، حالانکہ گاؤں میں سب کے تاثرات بہت عجیب اور حیران کن تھے۔ انابیہ اور دانیال کے اچھے سلوک کے باوجود وہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اندر سے مرجھاتی جا رہی تھی۔ جس کی سب سے زیادہ فکر دانیال کو ہی تھی۔ وہ اسے جتنا خوش رکھنے کی کوشش کرتا وہ اسی قدر اس سے بے زار ہوا کرتی۔

''میری خوشیاں تم نے چھین لیں ساری کی ساری سمجھے تم، بھول جاؤ اب میری مسکراہٹوں کو اور میرے حال پر چھوڑ دو، ویسے بھی انتقام پورا کرنے کو جنہیں بیڈ روم میں سجایا جائے ان کے دل نہیں بہلائے جاتے۔'' اس روز بھی دانیال کی ایسی باتوں کے جواب میں وہ پھٹ پڑی تھی۔ اور دانیال اسے بے بسی سے دیکھتا رہ گیا تھا۔

''یہ کھیل انتقام سے ضرور شروع ہوا تھا حرمت مگر مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے۔ میں تمہیں خوش دیکھنے کا متمنی ہوں۔'' دانیال کے جواب پر حرمت کے ہونٹوں پر زہر خند پھیل گیا تھا۔

''میں تمہارے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ سکتی، اور محبت کا جھانسا کسی اور کو دینا سمجھے۔'' اس کے جواب نے دانیال کے چہرے پر تاریکیاں بکھیر دی تھیں۔ کتنی بے بسی تھی اس پل اس کی آنکھوں میں، اس کے بعد وہ وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

انابیہ کی پریگنینسی کی رپورٹ پوزیٹو آئی تو حرم اسے مبارکباد دینے کے خیال سے اس کے کمرے کی جانب آ گئی تھی۔ مگر اندر سے آتی آوازوں نے اس کے قدموں کو وہیں روک دیا تھا۔

''میں جانتی ہوں وانی آپ خوش نہیں ہیں۔'' انابیہ کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔

''مجھے معاف کر دینا انابیہ، میں مجرم ہوں تمہارا، مگر میں کیا کرتا، محبت کی شدید بے بسی نے مجھے کچھ اور دیکھنے، سوچنے اور سمجھنے کے قابل چھوڑا ہی نہیں تھا۔ تم ہر وقت اس کا ذکر کرتی تھیں۔ بے جی سے، آپا سے بھابی سے، اور وہ سب مجھ سے، مجھے اس اَن دیکھی حرمت سے چڑ ہونے لگی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میں اکثر غصے میں سوچتا آخر یہ حرم ہے کیا چیز جس نے سب کو دیوانہ بنالیا ہے۔ پھر میں نے اسے دیکھا۔ وہ واقعی اس قابل تھی کہ اس سے محبت کی جاتی۔ میں خود کو اس کی شخصیت کے سحر سے بچا نہیں سکا۔ مگر اس کی شائننگ پرسنالٹی کے سامنے مجھے اپنا آپ کمتر لگتا تھا۔ احساسِ کمتری کا یہ احساس اتنا غالب تھا مجھ پر کہ جس نے نارسائی کا یقین سونپ کر مجھے تلخ اور بدمزاج بنادیا۔ میں ان فاصلوں اور دوریوں کو پاٹنے کی کوشش میں کچھ ایسی دیوانگی کا شکار ہوا کہ وہ ذہنی و قلبی طور پر مجھ سے کتنے فاصلے پر چلی گئی میں اندازہ ہی نہ کرسکا۔ کسی کو جسمانی طور پر حاصل کرلینا محبت کی فتح تو نہیں ہوتی ہے انابیہ! میں نے اس بات کو اب جانا ہے۔ اب جبکہ اس کا دل میرا نہیں ہو پایا۔ یہی تو سب سے بڑی ہار ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ ہار میرے نصیب میں اس لیے بھی درج ہوئی کہ میں تم سے زیادہ ونا انصافی کا مرتکب ہوا تھا۔

اس کا لہجہ کس درجہ ٹوٹا ہوا تھا۔ وہ کس قدر ملول ہوسکتا تھا حرم اندازہ نہیں کرسکتی تھی۔ اس کا دل یکدم عجیب سے احساسات کا شکار ہوگیا۔ جنہیں وہ کوئی نام دینے سے قاصر رہی تھی۔

دل گرم اور حبس زدہ تھے۔ طویل اور لامتناہی ایسے میں رمضان المبارک کی آمد نے اس کے اندر تھوڑا سا جوش پیدا کیا تھا۔ اس سے قبل تک وہ اتنی گرمی کے روزے کبھی نہیں رکھتی تھی مگر اس مرتبہ جہاں اور بہت ساری تبدیلیاں آئیں وہ باقاعدگی سے روزے بھی رکھ رہی تھی۔ ظہر کی نماز پڑھ کے اس کا ارادہ کچھ دیر آرام کرنے کا تھا۔ ابھی لیٹے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ دروازے پر آہٹ ہوئی۔ اس نے بے زاری سے گردن موڑ کر دیکھا۔ اس وقت عموماً انابیہ اس سے افطاری کے لیے مینو ڈسکس کیا کرتی تھی۔ اس کی پسند کو بطور خاص اہمیت دیا کرتی۔ مگر چوکھٹ میں ممی کو دیکھ کر اسے اپنی بصارتوں پر یقین نہیں آسکا تھا۔

''گلے نہیں ملو گی حرم! خفا تو مجھے ہونا چاہیے تھا۔'' اسے ساکن پڑے دیکھ کر وہ آگے بڑھیں اور آہستگی سے شکوہ کیا تھا۔ ان کے چہرے پر اُداسی کا رنگ گہرا تھا۔

''آپ کو کیسے یاد آگئی میری..... مجھے تو شاید مرا ہوا تصور کرلیا تھا آپ نے؟'' ان کے ساتھ لگتے ہوئے وہ نا چاہتے ہوئے بھی شکوہ کرگئی تھی ممی نے مصنوعی خفگی سے اُسے دیکھا پھر خود اس کی آنکھوں کی نمی پونچھی تھی۔

''والدین اولاد سے ہمیشہ خفا نہیں رہ سکتے۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ لیکن بیٹے دوستی دین ایمان تو نہیں ہوتی کہ اس کی خاطر تم نے سب کچھ فراموش کردیا۔'' اس جوابی شکوے نے حرم کو اعصابی طور پر بہت شدید جھٹکا لگایا تھا۔

''مطلب؟ کیا کہنا چاہتی ہیں؟'' وہ خائف نظر آنے لگی۔

''مجھے دانیال بیٹے نے ساری بات بتادی ہے اپنی ساری غلطی کے اعتراف سمیت، وہ شرمندہ ہے کہ اس کی اس حرکت کی وجہ سے تم سے سب کچھ چھوٹ گیا۔'' ممی کی بات نے اسے کچھ اور متحیر کرکے رکھ دیا۔ معاً اس کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکان آن ٹھہری۔ ممی اس کی عیدی لے کر آئی تھیں۔ ان کی خفگی ختم ہوگئی تھی۔ یہ خیال ہی اس کی آدھی پریشانی کو ختم کرنے کا باعث بنا تھا۔

☆.....☆.....☆

''آپ نے یہ سب کیوں کیا؟'' اس رات جب دانیال کمرے میں آیا وہ اس پر چڑھ دوڑی تھی۔ جواب میں دانیال کچھ دیر اسے یونہی تکتا رہا تھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پھر گہرا سانس بھر کے کاندھے اُچکا دیے تھے۔

''انسانی ہمدردی کے ناطے، مجھے احساس ہوگیا تھا کہ میری وجہ سے تمہارا بہت نقصان ہو چکا۔'' حرم جو اس کے منہ سے اعتراف سننے کی خواہش مند تھی اگلے کئی ثانیوں کو گھپ چپ سی ہوگئی تو معاً وہ اس کیفیت سے نکلی تو سخت مشتعل ہونے لگی تھی۔

''انسانی ہمدردی کے ناطے.....؟ محض انسانی ہمدردی کے ناطے؟'' اس نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ دانیال کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔ دانیال نے پھر اسی بے نیازی سے کاندھے جھٹکے تو حرم بے اختیار رو پڑی تھی۔

''اگر یہ انتقام تھا تو پورا ہو جانا چاہیے تھا۔ آپ نے میرا غرور بھی توڑ دیا اور مان بھی۔'' وہ واقعی ہی رو پڑی تھی۔ سسک سسک کر انتہائی لاچاری کے ساتھ دانیال مضطرب سا ہو کر اسے تکے گیا۔

''اگر انتقام لے رہے ہیں مجھ سے تو پھر ہمدردی نہ جتلائیں۔ سا جذبے میں ہمدردی کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی۔''

''میں نے کہا تھا یہ صرف انتقام نہیں تھا۔'' دانیال کا لہجہ مدھم اور شکستہ ہونے لگا۔

''پھر کیا ہے؟'' حرم نے آنسو بھری نظریں اٹھائیں۔

''اگر میں کہوں محبت تو تمہیں یقین نہیں آئے گا۔'' وہ بے بس نظر آنے لگا۔

''جب میری بجائے آپ باقی سب کو یہ یقین دلانے کو ان کے آگے اظہار کر دیں گے تو مجھے یقین آ بھی نہیں سکتا۔ ظاہر ہے الہام نہیں اترتے مجھ پر۔'' حرم کے کلس کر کہنے پر دانیال ٹھٹک سا گیا تھا۔

''کیا مطلب؟'' جواب میں حرم دل شکستگی سے مسکرا دی۔

''اگر آپ ممی اور انابیہ کے آگے محبت کا اعتراف کر سکتے تھے تو مجھ سے کیوں نہیں؟''

''تم یقین.....'' حرم کے ہاتھ اُٹھا کر ٹوک دینے پر وہ گہرا سانس کھینچ کر اُسے تکنے لگا۔

''میں انسان تھی دانیال پتھر تو نہیں..... انابیہ نے مجھ سے سکری فائز کا کہا تھا۔ میں نے محبت کے جواب میں قربانی دے دی۔ آپ مجھ سے محبت کرتے اور اس کا اظہار بھی تو میں اتنی بے حس نہیں تھی کہ جواب میں اسے ٹھوکر مار دیتی۔ وہ بھی اس صورت جبکہ آپ نے میرے آگے کوئی راستہ کھلا چھوڑا ہی نہیں تھا۔ یاد ہے آپ نے مجھے وہ اشعار سنائے تھے۔

میری آنکھوں کے جادو سے شاید تم ناواقف ہو
جس پر مجھ کو پیار آجائے اس کو پاگل کر دیتا ہوں
چھوڑ کے مجھ کو جانے والا لوٹ کے واپس آئے گا
دائیں بائیں آگ لگا کر آگے جنگل کر دیتا ہوں

میرے اطراف میں آگ تھی، آگے جنگل..... میں پاگل ہوئی تھی جبھی آپ جیسے اجڈ، گنوار اور پینڈو کے لیے دل میں کوئی جذبہ محسوس کرنے لگی تھی۔ مگر آپ..... آپ صرف بے حس نہیں بزدل بھی نکلے۔ مجھ سے محبت کے اظہار کو میل ایگو کے خلاف سمجھا اور.....''

''ہائیں ہائیں اتنا غصہ، اتنی ناراضگی..... یار حد ہے یعنی بدگمانی کی بھی..... اور یہ پینڈو جاہل اور گنوار کس کو کہا۔'' وہ تحیر کا اظہار کرتے کرتے آخر میں آستینیں چڑھاتا ہوا آنکھیں بھی نکالنے لگا۔ مگر وہ خائف نہیں ہوئی اور زور سے ہنس پڑی۔

''اس کو جس سے مجھے تھوڑی تھوڑی محبت ہونے لگی ہے۔ اور صاحب یہ بدگمانی نہیں حقیقت ہے اور آپ کی شخصیت کی بالکل درست عکاسی۔'' اس نے منہ پھلا کر کہا تو دانیال نے اُسے گھورا تھا۔

''اچھا اگر میں خاموش تھا تو تم اظہار کر سکتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھیں۔'' دانیال کے چہرے پر اس اعتراف کے بعد آسودگی در آئی تھی۔ آنکھوں میں کتنی چمک تھی اس پل۔

''میں کیوں کرتی؟ یہ کام ویسے بھی لڑکیوں کا نہیں ہوتا۔'' حرمت کے نخوت سے کہنے پر وہ سرشار سا ہنس پڑا تھا۔

''میں باخوشی یہ کام عمر بھر کرنے کو تیار ہوں۔'' اس کی آنکھیں لو دینے لگیں۔

بس ایک معافی ہماری توبہ جو اب کبھی ہم ستائیں تم کو

لو ہاتھ جوڑے لو کان پکڑے اب اور کیسے منائیں تم کو

وہ یونہی کھلکھلاتے ہوئے گنگنایا تھا اور انابیہ جو سارے کاموں سے فراغت کے بعد اسی پل ممی کی دی عیدی دیکھنے آئی تھی۔ دونوں کو اک ساتھ مسکراتے پا کر خوشگوار حیرت میں گھر گئی کہ ایسا منظر دیکھنے کو تو اس کی آنکھیں ترس گئی تھیں۔ حرم نے اشارے سے اسے قریب بلایا تو انابیہ بے تکلفانہ انداز میں آ کر ان دونوں کے ساتھ بیڈ پر براجمان ہوگئی۔

''یہ کایا پلٹ کیسے؟'' اس کی سرگوشی کے جواب میں حرم کے چہرے پر حیا آمیز تبسم آ گیا۔

''اس لیے کہ مجھے پتہ چل گیا کہ مجھے اپنے ساتھ رکھنے اور نظروں سے کبھی دور نہ کرنے کی خواہش صرف تمہاری نہیں تھی۔ اس خواہش میں کوئی اور بھی مبتلا تھا۔ جس کا محبت و اہمیت پانے کا انداز ذرا مختلف تھا مگر اب مجھے برا نہیں لگتا۔''

اس کے لہجے میں سکون تھا اطمینان تھا۔ انابیہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھے گئی جبکہ حرم کی بات جاری تھی۔

''انابیہ ہمارا یہ ٹرائی اینگل محبت کی فتح کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ آؤ ہم دعا کریں یہ ہمیشہ یونہی قائم و دائم رہے۔''

وہ نرمی سے کہہ رہی تھی اور انابیہ نے آسودہ انداز میں سر ہلا دیا تھا۔ اس پل حرم نے اپنے دل میں نہیں جھانکا جہاں ابھی بھی تھوڑی سی خلش تھی۔ وہ جانتی تھی یہ خلش بھی گزرتے وقت کے ساتھ ختم ہو جانی ہے۔ وہ محبت کرنے والی ہستیوں کی محبت پا کر بچا کر وہ ہرگز بھی گھاٹے میں نہیں رہی تھی۔ یہ اُسے یقین تھا پھر دو دن بعد جب وہ چاند دیکھنے انابیہ اور دانیال کے ساتھ چھت پر آئی تو دانیال نے چپکے سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ حرم نے دیکھا اس کی نگاہ اس سنہری زنجیر والے بریسلیٹ پر تھی جو حرم کی سفید کلائی میں بہار دکھا رہا تھا۔ نازک زنجیر میں معمولی سا جوڑ تھا۔ جو محسوس تو ہوتا تھا مگر برا نہیں لگتا تھا شاید اس لیے کہ یہ اس بات کی علامت تھا کہ ٹوٹنے کے بعد چیز کا جوڑا جانا اہمیت اور ضرورت کو ہی نہیں واضح کرتا محبت کو بھی آشکار کرتا ہے۔

''تھینکس فار دس آفر۔'' دانیال نے اس پر جھک کر سرگوشی کی تھی اور وہ ڈھیر ساری چوڑیاں اس کی کلائی میں پہنا دیں جو کچھ دیر قبل شاپنگ کے دوران اس نے خریدی تھیں۔ اس نے مسکرا کر انابیہ کو دیکھا وہ انہی کی سمت متوجہ تھی۔ مسکراتے ہونٹ تبسم آمیز نگاہیں' کہیں کوئی کمی نہیں تھی۔ اس نے دانیال اور انابیہ کی مسکراہٹ میں اپنی مسکراہٹ کو بھی شامل کیا تو جیسے ہلالِ احمر کی تابناکی ایکدم سے بڑھ گئی تھی۔ یہ سچ ہے دوسروں کی خوشی میں خوش ہو جانا آسان نہیں وہ بھی اپنا آپ مار کر مگر یہ اتنا مشکل کام بھی نہیں اگر کرنا چاہیں اور کچھ نہ سہی..... اطمینانِ قلب ضرور نصیب بنتا ہے اور اللہ کی خوشنودی کا بیش قیمت انعام الگ..... وہ بھی مطمئن تھی۔

☆☆.....☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY